Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

کی

اکیسویں جلد کے مضامین

کی

فہرست

بابت ۱۹۲۲ء

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین صاحب - اکمل

ضیاء الاسلام پریس قادیان - عبد الرحمن پرنٹر و پبلشر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

مارچ ۱۹۲۲ء ۵۴/۵۹ ۔ جولائی ۱۹۲۲ء ۲۷۶/۲۷۹ ستمبر ۱۹۲۲ء ۳۳۱/۳۳۶ ۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء ۳۷۹/۳۸۹

نومبر ؁ ۴۳۳/۴۳۵

اسلام و احمدیت کی تائید میں

سیدنا احمد موعودؑ ۱۸/۲۰ ۔ قرآن مجید کا ذکر بائیبل میں ۔ کیا عذاب جہنم دائمی ہے ۵۱/۵۴

ذات باری تعالیٰ (خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح) ۵۶/۶۶ و ۱۰۶/۱۲۱ و ۱۵۵/۱۶۲ و ۲۵۹/۲۶۵ ۔

قصیدہ غوثیہ میں مسیح موعودؑ کی صداقت ۹۶/۹۹ ۔ دنیا ظہور صادق کے لئے بےتاب ہے ۱۰۴/۱۰۵،

مسلمانوں کی تباہی اور دعوت الٰہی ۱۳۱/۱۳۵ ۔ مصلح دورِ آخر ۱۳۹/۱۵۴ ۔ اثبات وفات مسیح ابن مریم ۱۷۱/۱۷۶

اسلام ۲۳۵/۲۵۸ ۔ اسلام پر ایک عیسائی کے تین اعتراضوں کا جواب ۲۸۳/۲۸۴

پروفیسر مارگولی ایتھ کے شبہات کا ازالہ ۳۳۶/۳۵۰ ۔ نور افشاں کی ظلمت افشانی ۳۴۶/۳۵۰

قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں زمانہ حال کی نسبت ۳۶۲/۳۶۷ و ۴۰۵/۴۰۸ و ۴۴۶/۴۴۹ و ۵۰۳/۵۰۶

قرآن مجید کے کامل اور الہامی ہونیکا ثبوت ۳۹۳/۳۹۶ ۔ بچہ کی تعلیم ۴۷۵/۴۸۶ ۔ نکات سورہ فاتحہ ۴۹۵/۴۹۸

غیر احمدی مخالفوں کے متعلق

حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین الخ نزول ابن مریم کے ساتھ من السماء کا لفظ ۸۳/۸۵

ہدیہ کبیر ۸۶/۸۷ ۔ حدیث رسول اللہؐ پر اعتراضوں کا جواب ۹۰/۹۵ ۔ وہابیوں اور بدعتیوں کو دعوت کی وجہ ۲۱۲/۲۱۵

الواعظ لکھنؤ کی ژولیدہ بیانی ۳۲۳/۳۳۳ ۔ مزعومہ مہدی ظاہر نہ ہوا ۴۰۳/۴۰۴ ۔

بیہقی کی من السماء والی حدیث ۴۶۸/۴۷۱

شیعوں کے متعلق

اشتہار نور الابصار ۱۶۸/۱۶۹ ۔ افادات کتاب مجالس المؤمنین ۱۶۳/۱۷۰ و ۲۰۹/۲۱۲

نامی دشمنان اہل بیت شیعیان اہل بیت تھے ۳۶۸/۳۷۴

نکتہ چینی شیعہ مومنین کے ایمان و اخلاص کی چھان بین ۵۰۵/۵۰۷

غیر مبایعین کے متعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب اپنے ایمان کا فیصلہ کریں۔ ۱۳۷
کیا ہر نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے۔ ۲۱۵/۲۱۹
مولوی محمد حسین بٹالوی کا بیان غیر مبایعین کی زبان ۲۷۱/۲۷۵
مسیح موعود نبی بلا کتاب ۴۷۲/۴۷۳

عیسائیوں کے متعلق

صلیب ۱۴/۱۵ پطرس کی قبر ۲/۱۳
عیسائی نجات سے محروم ۱۶/۱۷ - کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیوالے کون تھے ۱۲۳/۱۲۷
پادریوں کے ایمان کا امتحان انجیل کی کسوٹی پر ۱۷۹/۱۸۱
مروجہ انجیل کے پانچ فقرے ۱۸۱/۱۸۴
اگر حضرت مسیح ناصری امریکہ تشریف لے جائیں ۲۲۷/۲۲۹
ایک حل طلب سوال عیسائیوں سے ۳۰۱/۳۰۴
خداوند کا حلیہ بائیبل میں ۳۵۵/۳۵۸ و ۴۴۹/۴۵۰ و ۵۰۲/۵۰۳
الوہیت مسیح کی تردید انجیل سے ۳۹۰/۳۹۲
مسئلہ کفارہ پر چند ابتدائی سوالات ۴۵۱/۴۵۲

آریوں کے متعلق

ویدک معتقدات پر ہمارے خیالات ۸۸/۸۹
آریوں کے اعتراضوں کے جواب ۲۲۰/۲۲۶ و ۲۶۸/۲۷۱ و ۳۰۴/۳۰۷ و ۳۵۱/۳۵۴ و ۴۵۳/۴۵۸ و ۴۹۹/۵۰۱
ویدک ایشور سوم رس پیتا ہے ۲۶۵/۲۶۷
ویدوں میں لاثانی ہستی گا ئے ۳۰۸/۳۰۹
آریہ سماجی معیاروں پر وید پورا نہیں اترتا ۳۵۸/۳۶۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متفرقات

عرض حال ۴۱/۴۶ - سناتن دھرمیوں کے عقائد ۱۰۰/۱۰۳

بہائی مذہب اور اسلام ۱۶۷/۲۰۳ و ۴۲۷/۴۲۹

مناجات خداوندی
خریداران تشحیذ کو دوبارہ
اطلاع
} ۲۲۹/۲۳۴ - بقایاداران ریویو ۲۸۰/۲۸۲

تبلیغ قرآن ۳۱۰/۳۱۴

دیوسماج اور ہم
کثیر الازدواجی
ببین کہ از کہ بریدی
} ۳۱۶/۳۲۲ - حضرت باوانانک کا مذہب ۳۹۷/۴۰۲

حضرت مسیحؑ کی معجزانہ پیدائش پر قرآنی دلائل ۴۵۹/۴۶۷

نظم

تبلیغ رسالت ۱۳۶/۱۳۷ ہم احمدی ہیں ۱۸۶

پھیری والے کی صدا ۳۳۷/۳۳۸ رسول عربیؐ ۴۴۵

آپ کے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے ۴۷۴

مخمس
غیر احمدی علماء سے خطاب
} ۵۲۱/۵۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ✻ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر ناظر

ایڈیٹر — محمد دین

جلد ۲۱ | ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ ✻ جنوری فروری سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر ۱-۲

چندہ سالانہ تین روپے — طلباء سے اڑھائی روپے

فہرست مضامین

حضرت مسیح موعود کا خطاب اپنی قوم سے — ۱

سلع — ۲-۱۳

پطرس کی — ۱۴-۱۵

عیسائی نجات سے محروم ہیں — ۱۶-۱۷

نظم — ۱۷

سیدنا احمد موعودؑ — ۱۸-۴۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب

سلسلہ احمدیہ کی کتب منگانے کیلئے یہ پتہ نوٹ کر رکھیں

کتاب گھر قادیان

دفتر تالیف و اشاعت - ریویو - تشحیذ - فاروق - نور کی بھی تمام کتب اس کی معرفت فروخت ہوتی ہیں - فہرست کتب مفت دی جاتی ہے - احمدیت کی گارنٹی پر احباب کی سہولیت کی خاطر کافی مقدار میں کتب قرض پر بھی دی جاتی ہیں - احباب کو چاہیئے - کہ کتاب گھر کے مستقل خریدار بن جائیں ؛

عظیم الشان تفسیر القرآن

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خزینۃ الفرقان کے نام سے شائع ہونی شروع ہو گئی ہے - حصہ اوّل چھپ گیا ہے قیمت ۸/ دوسرا تیسرا پارہ بھی انشاء اللہ ایک - دو ماہ تک شائع ہو جائیگا احباب حصہ اوّل منگا کر جلد مستقل خریدار بن جائیں - تھوڑی تعداد باقی ہے ؛

پتہ ذیل سے طلب کریں :- احمدیہ کتاب گھر قادیان

اطلاع: آئندہ رسالہ [illegible] دفتر تالیف و اشاعت نکالا کرے گا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کا خطاب اپنی قوم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کیلئے فرماتے ہیں:۔ "اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت کے بند ہو گیا تو یہ واقعی اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہو گا اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسوقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک انسے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں" پھر فرماتے ہیں "اگر اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہو جاوے تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

احمدیہ جماعت کیلئے ان الفاظ سے بڑھکر زیادہ مؤثر کونسے الفاظ ہونگے۔ مگر جائے افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کئی سال پہلے جبکہ جماعت کی حالت آج سے کہیں زیادہ کمزور تھی۔ دس ہزار خریدار اس رسالہ کیلئے چاہتے تھے مگر دس ہزار تو کیا دو ہزار خریدار بھی ابھی تک جماعت نے نہیں پیدا کیئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کی پرواہ نہیں ہو رہی۔ تو میری اپیل کیا اثر کریگی امیر۔ پریزیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان ایسے ارشادات کی تعمیل کے زیادہ ذمہ وار ہیں:

ریویو انگریزی کی قیمت چھ روپے۔ طالب علم تین روپے۔ ریویو اردو کی قیمت تین روپے۔ طالب علم ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

والسلام

منیجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلع

ایک مسیحی اخبار میں جس کا نام خوشہ چین بائیبل سوسائٹی ہے ایک مضمون نکلا ہے جس کی سرخی سلاہ ہے اس مضمون کے لکھنے والے صاحب اپنے آپ کو ٹی۔ ایچ۔ ڈی لکھتے ہیں۔ شروع میں ہی یہ مضمون نویس صاحب اس کے مقر ہیں کہ بائیبل کے مترجمین کے لئے یہ لفظ عجب گورکھ دھندا ثابت ہوا ہے آپ لکھتے ہیں کہ یہ لفظ سلاہ جس کو ہم انشاء اللہ بتلائیں گے کہ وہ سلع ہے زبور میں اکہتر دفعہ آیا ہے اور تین دفعہ حبقوق نبی کی کتاب میں گویا چوہتر دفعہ یہ لفظ بائیبل میں آیا ہے خود حبقوق نبی کی کتاب بھی ایک قسم کا زبور ہی ہے اس لئے بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ لفظ خاص زبور سے ہی مخصوص ہے اور اس کے استعمال کرنیوالے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ مترجمین بائیبل نے جو مختلف معانی اس لفظ کیلئے بیان کیئے ہیں وہ تفسیر بالرائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ یہی خیال ان معانی کے متعلق مضمون نگار صاحب کا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ ہر ایک نے اپنی فکر اور ذہن رسا اور عقل خداداد سے اس کے معنی بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر ہم نہیں کہہ سکتے ہیں آیا وہ فرداً فرداً یا بحیثیت مجموعی صحیح بھی ہیں یا نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہوں اور ممکن ہے کہ اس لفظ کے اصل معنی بالکل ہی جداگانہ ہوں جیسا کہ ہم انشاء اللہ ثابت کرینگے ذیل میں ہم مختصراً ان معانی کا ذکر کر دیتے ہیں جنکو پڑھکر ناظرین پر واضح ہو جائیگا کہ حقیقت کے نہ جانتے ہوئے انسان کسطرح افسانوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ سو واضح رہے کہ اس لفظ سلاہ جسکو صاد سے بھی بعض لکھتے ہیں کے معنی یونانی نسخہ عہد عتیق جس کو ستر علماء نے عبرانی سے یونانی میں سنہ ۲۷۰ قبل مسیح میں کیا ڈایپ سلما کے ہیں۔ پھر خود ان معنوں کے معنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ نغمہ یا راگ میں توقف یا ٹھیراؤ دوسروں کے نزدیک اسکے معنی ہیں تبدیلی سُر یا نغمہ۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لفظ نشان ہے اس امر کے لئے کہ یہاں سے دوسری آیت یا دوسرا مضمون شروع ہوتا ہے یا دوسرے اوزان کی آیات شروع ہوتی ہیں۔ بعض اس سے

اس نسخہ میں بعض کتابیں ایسی ہیں جن کو آج کل الہامی نہیں سمجھا جاتا اور اسلئے وہ موجودہ بائیبل میں نہیں ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مداومت یا ہمیشگی کا مفہوم لیتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ یہ لفظ محض اگلی پچھلی آیات کی ترکیب بندی کے لئے مستعمل ہوا ہے اور اس کے استعمال سے مراد صرف اس قدر ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کو ذہن میں ہمیشہ کے لئے مستحضر رکھا جاوے۔ بعض قدماء مترجمین و مفسرین کا خیال ہے کہ یہ لفظ نشان ہے اس امر کا کہ جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے وہاں ملہم کا الہام ختم ہوا ہے نیز ان کی یہ رائے بھی ہے کہ زبور چونکہ دعا ہے اس لئے جہاں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں وہاں حضرت داؤد علیہ السلام نے گویا حالت دعاء میں وقفہ کیا ہے۔ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ اس لفظ کے کوئی معنی نہیں یہ حرف علم موسیقی کی ایک پرانی نشانی ہے جس کو اب کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جہاں جہاں یہ لفظ مستعمل ہوا ہے اگر اس جگہ سے اس کو بالکل نکال لیا جاوے تو معنوں میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بعض اور لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اسکے معنی ہیں کہ خدا کی حمد گاتے ہوئے یہاں آواز کو بہت اونچا کر دینا چاہیئے یہ ہیں مختصراً وہ معانی جو بائیبل کا ترجمہ کرتے ہوئے مختلف مترجمین نے کیئے ہیں۔ خود چونکہ مضمون نگار صاحب کو اس امر کا احساس ہے کہ جو کچھ معانی اب تک اس کے بیان کیئے گئے ہیں وہ محض اٹکل پچو اور قیاس ہی قیاس ہیں اس لئے وہ سادہ لوح مسیحیوں کی سادگی اور اندھی تقلید سے یہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے کہ چونکہ ایسے الفاظ بھی بائیبل میں مل جاتے ہیں جنکے معنی ہم یقینی طور پر نہیں بتلا سکتے ہیں اور چونکہ ان کے نزدیک بائیبل ایک مسلمہ الہامی کتاب ہے اسلئے ان عیسائیوں کو اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے فروتنی اور انکساری کا سبق حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ انسان کی عقل خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر جائے خدا تعالیٰ کے الہام کے مفہوم سمجھنے سے وہ قاصر ہے۔

بے شک انسان کی عقل و فہم کنہ اشیاء تک نہیں پہنچ سکتی اور یہ بھی ممکن ہے کہ الہام الٰہی کا مفہوم کچھ عرصہ تک اسپر نہ کھلے مگر یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قاعدہ کو ہر جگہ بلا تفریق و تمیز لگا دیا جاوے کیا یہ امر واقع نہیں کہ مسیحی صاحبان جان بوجھکر اس لفظ کے اصلی اور صحیح مفہوم سے آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ جس قدر بھی مفہوم اس لفظ کے بیان کیئے گئے ہیں وہ مشترک طور پر یا بقدر اشتراک صحیح ہوں لیکن یہ سب مجازات ہیں۔ اور مجازات کبھی استعمال نہیں ہو سکتے جبتک کہ ان کی تہ میں کوئی مشترکہ حقیقت نہ ہو۔ یہ ہم جانتے ہیں کہ یہ راگ یا سرود کی کوئی خاص نشانی یا ہدایت ہے اور غالباً اس کا یہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منشاء ہے کہ الٰہی منشاء اور مفہوم کو پورے طور پر سمجھ لیا جاوے اور جذب کر لیا جاوے۔ کیونکہ ڈکاپو علامت راگ کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ انسان حالت راگ یا سرود میں اس مقام پر پہنچکر پھر واپس لوٹے اور ان الفاظ کو دوبارہ سہ بارہ بار بار دُہرائے یہاں تک کہ دل و دماغ پورے طور پر متاثر ہو جائے۔ ممکن ہے کہ اس کے یہ معنی بھی صحیح ہوں کہ یہاں وقفہ ہے اسلئے دعا کرنیوالے اور الٰہی کلام کے پڑھنے والے کو چاہیئے کہ یہاں پہنچکر غور کرے اور سوچے اور اس کا دل گیان دھیان میں محو ہو کر عین محویت عبودیت اختیار کرے اور اس میں مستغرق ہو جائے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ اس کے نیچے ایک ہمیشگی اور دوام کی مدھم آواز ہو جیسا کہ مضمون نویس کا قیاس ہے کہ تمام بائیبل کی تعلیم کی تہ میں یہ ابدیت کی مدھم سی ساری و جاری ہے۔ یہ بھی ہم مان لینے کو طیار ہیں کہ جہاں جہاں یہ لفظ آجائے وہاں ذکر الٰہی بڑے زور سے کرنا چاہیئے اور خدا کی حمد اور تقدیس بڑے زور سے کی جاوے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیوں یہ سب معنی اس لفظ سے مراد لئے جاویں وہ کونسا قرینہ ہے جو ہمیں کشاں کشاں اس طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اگر یہ سب مجازات و استعارات ہیں تو اس لفظ کی اصلیت سے بھی ہمیں آگاہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہمیں مجبوراً یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ معانی سب قیاسی ہیں اور قیاس بھی ادنے درجہ کا۔ اور یہ سب تاویلیں دُور از کار اور دُور از خیال ہیں ۰

اصل بات یہ ہے کہ انسان جب اس امر کا عادی ہو جاتا ہے کہ ہر بات کو اپنے من مانے مفہوم سے باہر نہیں سمجھیگا تو وہ ہر خیال کو جو اس کے اپنے ذہنی نقشے سے ادھر اُدھر مٹا ہوا معلوم دیتا ہے کھینچ تان کر اپنے حیطۂ خیال میں لے آتا ہے اور اپنے دماغی خیال کا جامہ پہنا کر اس کو وہ قالب عطا کرتا ہے جس میں وہ اسکو خود دیکھنا چاہتا ہے۔ خواہ اسے اصلی تصویر کچھ ہی کیوں نہ ہو وہ اسکو اپنی عینک سے دیکھتا ہے اور جو رنگ اسکی عینک کا ہوتا ہے وہی رنگ اس چیز کا اس کو نظر آتا ہے اس حالت میں وہ ہرگز اس امر کے ماننے کے لئے طیار نہیں ہوتا کہ اس کا اصل رنگ کوئی اور ہے۔ بعینہٖ یہی حالت اسلام کی عیسائی آنکھوں میں ہے اسلام کو وہ ایک ہوّا تجویز کر چکے ہیں۔ اس میں انکو کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ بائیبل یا کسی الہامی کتاب کی کوئی سچائی اسلام اور بانی اسلام پر چسپاں ہو سکتی ہے۔ ان کا دائرہ خیال اسلام کو ہرگز اپنے اندر لینے کے لئے طیار نہیں۔ ان کی وسعت نظر اور ارتباط و اجتماع خیالات میں اسلام و بانی اسلام کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ وہ ہرگز یہ تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں کہ حضرت نبی کریمؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلے اللہ علیہ وسلم کا بائیبل کی کسی پیشگوئی سے کوئی شائبہ تعلق بھی ہے۔ اسی واسطے ان تمام مقامات میں جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا براہِ راست یا بالواسطہ تعلق ہو ان لوگوں کی تفاسیر و تشریحات بالکل ناکارہ اور بعید از قیاس اور دُور از فہم بلکہ بیہودہ ہیں۔ مثال کے طور پر یہی لفظ سلاہ جس کا تعلق ہم سلع سے انشاء اللہ واضح کرینگے ؛

اس لفظ کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان آیات کا سیاق سباق دیکھیں جہاں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ ہم پہلے ہی ذکر کر آئے ہیں کہ یہ لفظ زبور میں آیا ہے یا پھر تین دفعہ حبقوق نبی کی کتاب میں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ حبقوق خود ایک قسم کا زبور ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اس لفظ کا دعائیہ کلمات سے تعلق شدید ہے۔ یہ بھی ناظرین سے مخفی نہ ہوگا کہ مسیحی ممالک میں جس قدر ادعیہ ماثورہ کی کتب ہیں جو تمام عبادتوں میں پڑھی جاتی ہیں ان کا بیشتر کیا کُل کا کُل حصہ اسی زبور کی دعاؤں پر مشتمل ہے جس قدر بھی دعاؤں کی کتابیں کلیسیائے انگلستان نے حسب الارشاد مختلف شاہان و فرمانروایان انگلستان مختلف اوقات میں شائع کی ہیں ان میں ان ہی زبور کی دعاؤں کا اعادہ ہے۔ کلیسیائے انگلستان کے علاوہ بھی جسقدر مسیحی مذاہب اور فرقے ہیں ان سب کی ادعیہ اور عبادات کا بہت بڑا حصہ یہی زبور ہے۔ اس سے کم از کم اس لفظ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ زبور کیا ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان زبوروں کے دو حصے ہیں ایک حصہ تو ان گیتوں کا ہے جو خدا کی حمد و ثناء کے لئے مخصوص ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جسمیں ایک بڑے انسان کی آمد کی خوشخبری اور پیشگوئی ہے ؛

کتب مقدسہ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ انبیاء تشبیہات۔ تمثیلات اور مجازات استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں خاص کر کے ایسے واقعات کے متعلق جن کا تعلق آئندہ سے ہے۔ یہ اُس پڑھنے والے کی ذہانت۔ قوتِ متخیلہ کی بارآوری و زرخیزی اور ایجاد اور آورد طبیعت اور سب سے بڑھکر اس کی قوتِ ایمانیہ پر منحصر ہوتا ہے کہ اس مشارٌ الیہ کا پتہ نکالے۔ ان تمام باتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر ان تمام ادعیہ کو علیحدہ رکھ دیا جاوے جن میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے تو باقی کی جسقدر عبارات کسی آنیوالے کے متعلق ہیں انکی طرز و لہجہ اور تعلق خیال کی شدت سب ایک ایسے شخص کے متعلق ہیں جو حضرت مسیح ابن مریم ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اس کے واضح کرنے کے لئے انہی زبوروں میں سے میں ایک زبور کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصّہ بطور مثال کے پیش کرتا ہوں :-

مسیحی کہتے ہیں کہ زبور ۴۵ کی آیات ۳ و ۴ و ۹ حضرت مسیح کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ہم یہاں ان آیات کو پورا نقل کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین خود فیصلہ کر سکیں کہ آیا یہ آیات کسی کھینچ تان سے بھی حضرت مسیحؑ پر منطبق ہو سکتی ہیں۔ وہ آیات حسب ذیل ہیں "میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے۔ میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنائی ہیں۔ بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے تو حُسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے ہونٹوں میں خوبی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلا دیگا ..... بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے دہنے ہاتھ کھڑی ہے۔"

اب ان آیات کے مطالعہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہاں بعض صفات اس موعود کی بیان فرماتے ہیں مثلاً خوبصورتی شکل و شباہت اور ہونٹوں کی لطافت و خوبی۔ ران پر تلوار کا باندھنا۔ باندھنے والے کی شان و شکوہ۔ آپکے مشن کی کامیابی بسبب اس کی سچائی کے۔ آپکی راستبازی اور انکساری خاص کر کے اسوقت جبکہ آپکے دشمن آپکے قدموں کے نیچے پڑے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی آپکا دائیں ہاتھ سے ان مہیب کاموں کا اظہار اور بالآخر بادشاہوں کی بیٹیوں کا آپکی عزت والی بیویاں بننا یہ ہیں وہ موٹی موٹی باتیں جو صرف آپکے ہی ساتھ مخصوص ہیں۔ اور ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیحؑ پر صادق طور منطبق نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت مسیحؑ ہرگز شکیل و خوبصورت نہ تھے اس کا عیسائی مؤرخین کو بھی اقرار ہے یہی وجہ ہے کہ آپکی تصویر کو فرضی طور پر ایک خوبصورت یوروپین کی شکل میں مصورین نے بنانا شروع کر دیا۔ اور تمام خد و خال بھی یوروپین نقوش سے مزین کیئے گئے۔ تلوار کے لئے آپ ترستے رہے شاگردوں کو بھی تاکید کرتے رہے کہ حتی الوسع تلواریں مہیا کرنے کی کوشش کریں یہاں تک کہ ان کو یہ حکم بھی دیدیا کہ اگر ضرورت پڑے تو اپنے کپڑے بیچکر بھی تلوار خرید کریں مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی۔ اور جبکہ آخر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت میں آپکو اس غلطی کا احساس ہوا تو فوراً یہ بھی معذرت کے طور پر کہنا شروع کردیا کہ جو تلوار اُٹھاتے ہیں وہ آخر تلوار سے ہی مارے جاتے ہیں۔ بہرحال کچھ بھی کیوں نہ ہو تلوار آپ کو باندھنے کے لئے نصیب نہ ہوئی۔ شان و شکوہ کا آپکے یہ حال تھا کہ جگہ بجگہ آپ چھپتے پھرتے تھے کہ کہیں آپ دشمنوں کے ہاتھوں نہ پڑ جائیں اور بعض دفعہ اس بھاگ دوڑ میں اسقدر مصیبت اور گھبراہٹ کا سامنا ہوا کہ آپکو یہ کہنا پڑا کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں اور جانوروں کے لئے بسیرے مگر ابن آدم کے لئے سر چھپانے کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کونسی مایوس کن حالت ہو سکتی۔ شان و شکوہ تو امر علیحدہ رہا۔

آپکے مشن کی کامیابی کا یہ حال ہے کہ ساری عمر میں بارہ آدمی آپ پر ایمان لائے ایک تیس روپے پر بے ایمان ہو گیا ایک نے بر سر اجلاس آپ پر لعنت کی باقی چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے اور آپ مایوسی کی حالت میں ایلی ایلی لما سبقتنی لے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کہتے ہوئے بقول عیسائیان جان بحق تسلیم ہوئے۔ اس ناکامی نے آپکے مشن کی سچائی پر بھی پردہ ڈال دیا ہے۔ یعنی اگر یہ سچ ہے کہ سچائی آخر کامیاب ہو کر رہتی ہے تو پھر آپ کی ناکامی آپکے مشن کے سچا نہ ہونے کی ایک قطعی دلیل ہے۔ غالباً آپکو اوائل میں خیال تھا کہ آپکو سلطنت ملیگی اس لئے آپنے تلواریں خرید کرنے کا حکم بھی دیدیا تھا اور گورنمنٹ کے متعلق جو ابتدا میں آپنے روش اختیار کی نہ تو وہ مجہول مقابلہ کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی پوری اطاعت بلکہ آپکی حالت ایک قسم کی مجہول نامقابلہ کی حالت تھی یعنی چونکہ آپ میں اور آپکی جماعت میں سکت نہ تھی کہ مقابلہ کر سکیں گو جی بہت چاہتا تھا اس لئے مجبوراً قہر درویش برجان درویش مجہول غیر مقابلہ اختیار کیا گیا۔ جس کو اطاعت سے موسوم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اطاعت و فرمانبرداری اور خیر خواہی کا عام مفہوم دلی خیر خواہی وغیرہ ہے لیکن دل سے آپ گورنمنٹ کی بیخ کنی چاہتے تھے۔

آپکی راستبازی اور خاکساری کے متعلق بھی پورے وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان چیزوں کا امتحان موقع پڑنے پر ہوا کرتا ہے آپکو یہ موقع ہی نہیں ملا کہ آپ کا جانی دشمن آپکے پنجے میں گرفتار ہوا ہو اور آپکو پورا اختیار ہو کہ آپ بدلہ لے سکیں یا سختی وغیرہ سختی روا رکھ سکیں تو پھر ہم کیا کہہ سکتے ہیں غربت میں ہر ایک مسکین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و فروتن ہوتا ہے یہ تو تب ہے کہ باوجود جاہ وحشم کے پھر سر نہ پھرے "

بالآخر بادشاہوں کی بیٹیوں کا آپکے حرم محترم میں آنا یہ تو آپ کو نصیب تک بھی نہ ہوا - آپنے کوشش بھی کی اور انجیلوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ خواہش بھی رہی کہ آپکی شادی کا کسی نہ کسی طرح بندوبست ہو جائے لیکن آپکی بے سروسامانی کی وجہ سے کچھ نہ ہو سکا - شاہوں کی بیٹیاں تو درکنار کوئی غریب نجار گھرانے کی بیوی بھی میسر نہ آسکی - ان واقعات کے اعادہ کرنے سے ہمیں خود بھی تکلیف ہوتی ہے لیکن چونکہ پیشگوئی کے الفاظ کی تشریح مطلوب ہے اس لئے ان کا ذکر ضروری سمجھا گیا - ورنہ دنیا میں سینکڑوں ایسے بھی بدقسمت ہوتے ہیں جنکو باوجود کوشش وسعی و خواہش کے پھر اکیلے ہی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے "

برخلاف اس کے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکے دعوے کی سچائی کے دلائل اسقدر مضبوط اور یقین دلانے والے ہیں کہ کسی بیرونی حوالے کی ضرورت ہی نہیں - آفتاب آمد دلیل آفتاب - اس کا اقرار آپکے بد سے بدترین دشمنوں کو بھی ہے کہ آپکی زندگی بڑی کامیاب زندگی تھی - ان لوگوں نے حد سے زیادہ کوشش کی کہ آپ کی سوانح میں کوئی پتہ آپکی ناکامی کا مل جائے ان لوگوں نے اپنی طرف سے آپ کی کامیابی کی روشنی کے مٹانے کی حد سے زیادہ کوشش کی اور صدہا عیب آپکی ذات میں دکھلانے کے وہ مدعی بھی بنے - مگر سب کو بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ بے شک آپکی کامیابی میں کوئی کلام نہیں - اب ہم اس پیشگوئی کو جب آپ پر چسپاں کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بلا کسی قسم کی تاویل کے یہ پیشگوئی آپ پر حرفاً حرفاً لفظاً لفظاً صادق آتی ہے - آپکے تمام ہمعصر آپکی مدح میں رطب اللسان ہیں آپکے حسن و احسان کا عرب میں وہ شہرہ تھا کہ لوگوں کا یہ قول تھا کہ آپ کو خدا نے ایسا بنایا جیسا کہ وہ بنانا چاہتا تھا - اور یہ خوبی وحسن نہ صرف آپکے خط وخال تک ہی محدود تھا بلکہ آپکی ادا آپکی رفتار آپکی گفتار وغیرہ سب محبوب تھیں اسلئے آپ واقعی محمد تھے یعنی ہر طرح سے تعریف کیا گیا آپکی راستبازی کا یہ حال تھا کہ زمانہ نبوت سے پہلے ہی آپکو امین کر کے لوگ پکارا کرتے تھے پھر سچائی کی حمایت اور مدافعانہ رنگ میں جب آپکو تلوار اٹھانی پڑی تو پھر آپکے دائیں ہاتھ کی ہیبت کا نقشہ بھی دشمن کی آنکھ میں کھچ گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر باوجود اس کے امن پسندی و صلح جوئی میں آپ سب سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپکی شان و شکوہ رعب داب تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں۔ بعض بدکار گو اپنی بدکرداری کی وجہ سے اپنے کیفر کردار کو پہنچے مگر پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ عین اسوقت میں جبکہ دشمن بے بسی و بے کسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا اور آپ کی طرف سے صرف ایک اشارہ ہی کافی تھا کہ ایسے دشمن کا ستیاناس کر دیا جاتا کیونکہ وہ کونسے مظالم ہیں جو کسی ظالم کے وہم گمان میں آسکتے ہیں جو آپ پر آپ کی جماعت پر روا نہ رکھے گئے تھے لیکن پھر بھی آپ ہیں جو زمین پر گرے ہوئے دشمن کو اٹھاتے ہیں اور اپنے لب مبارک سے فرماتے ہیں لا تثریب علیکم الیوم گویا ان کے تمام گناہ فراموش و محو کر دیئے جاتے ہیں ؁

ممکن ہے کہ ناظرین میں سے کسی کو یہ طوالت ناگوار گذرے۔ اور وہ خیال کریں کہ اس کا سلٰح سے کیا تعلق ہے مگر ہمارا منشاء صرف یہ دکھلانا ہے کہ جس زبور میں یہ لفظ سلٰح یا سلاہ کا آتا ہے اس میں یہ ایک پیشگوئی ہے جسکو مسیحی صاحبان خواہ نخواہ حضرت مسیح پر چسپان کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور باوجود تاویل رقیقہ کے ان کو ذرا بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی حالانکہ وہی پیشگوئی حرفاً حرفاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے لیکن مسیحی صاحبان کو اس امر کے تسلیم کرنے میں پس و پیش ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آجاتا ہے اور ان کے خیال میں حضرت محمد صلعم اور بائیبل کی پیشگوئیاں ایک دوسرے کے بالکل متخالف واقع ہوئی ہیں وہ حضرت نبی کریم کو نبی تسلیم کرنے کے لئے ہی طیار نہیں۔ مگر ہم دکھلا چکے ہیں کہ حضرت مسیحؑ پر یہ پیشگوئی بالکل چسپاں ہوتی ہی نہیں اور اگر کوئی وجود دنیا میں ایسا ہے جس پر یہ حرفاً حرفاً صادق آتی ہے تو وہ صرف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہی "وہ نبی" ہیں جن کے متعلق انجیلوں میں ذکر آتا ہے کیونکہ جب حضرت مسیحؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا کہ آپ "وہ نبی" ہیں تو آپنے صاف انکار کر دیا۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ اپنی ہستی کو جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ "وہ نبی" جس کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیاں بائیبل میں بھری پڑی ہیں۔ وہ آپ ہرگز نہ تھے اور نہ ہو سکتے تھے اس لئے آپ کو انکار کرنا پڑا ؁

اب ہم سلٰح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے جہاں جہاں اب بائیبل کے اردو و فارسی ترجموں میں لفظ سلاہ یا صلاہ آتا ہے وہاں پرانے نسخوں میں سلٰح ہی تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں تحریف کرنی کوئی مشکل نہ تھی کیونکہ سلاہ کے آخر میں جو الف و ہا مختفی کی آواز ہے وہ عربی و عبرانی کی حا کی آواز سے عجمی زبانوں کی آواز میں بالکل ملتی جلتی معلوم دیتی ہے جس قدر بھی تراجم شائع ہوتے رہے ہیں ان میں مسیحی مترجمین نے یونانی نسخے کو زیادہ تر مدِنظر رکھا ہے اسی لئے اصل سلع کو انہوں نے سلاہ یا صلاہ بنا دیا کیونکہ عجمی لوگ اتنا فرق آواز میں نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی نئی تحریف نہیں اس قسم کی صدہا مثالیں بائیبل وانجیل کے تراجم میں ملتی ہیں اور یہ تحریف مسیحیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ان کو اسقدر بغض ہے کہ جہاں اصل عبرانی میں محمدیم کا لفظ موجود ہے اس کا بھی انہوں نے ترجمہ کر دیا ہے تا کہ لوگ حضرت نبی کریمؐ کا نام دیکھ کر ہدایت نہ پا جائیں۔ مگر ہم انشاء اللہ دکھلائیں گے کہ خود زبور میں ایک صریح اشارہ موجود ہے جس سے تمام حقیقت کھل جاتی ہے۔ بائیبل کے پڑھنے والوں سے یہ مخفی نہیں کہ اس میں عرب کے متعلق بھی کثرت سے حوالہ جات پائے جاتے ہیں خاص کر کے حجاز کے بہت سے مقامات کا نام بائیبل میں پایا جاتا ہے۔ سلع بھی ایک جغرافیائی مقام ہے جہاں سے بنی اسرائیل کے لئے خصوصاً اور تمام دنیا کے عموماً سرچشمہ ہدایت جاری ہونیوالا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جس سے بنی اسرائیل کی نجات مخصوص ہو چکی تھی کیونکہ حضرت مسیح اور حضرت داؤد علیہما السلام کی وجہ سے یہ لعنتی ہو چکے تھے اب ان کے لئے اور کوئی راہ نجات کھلی نہ تھی۔ اور تو اور خود حضرت مسیحؑ اور حضرت داؤدؑ علیہما السلام کے چال چلن پر جو بدخواہوں نے الزامات لگائے تھے ان کی بریت بھی اسی وجود باجود کے ذریعہ ہونی تھی اس واسطے سلع کو حضرت داؤدؑ سے ایک خاص خصوصیت تھی۔ اگر عبرانی زبان کے مردہ ہو جانے کی وجہ سے بعض الفاظ بغرضِ محال عبرانی لغت میں نہ بھی ملیں تو عربی لغت ہمارے پاس موجود ہے کیونکہ عربی اور عبرانی بالکل آپسمیں ملتی جلتی ہیں۔ بلکہ اہل علم ان ہر دو زبانوں کو بہنوں کے نام سے یاد کرتے ہیں کیونکہ ان کے حروف و الفاظ کی بناوٹ تراکیب محاورات وغیرہ میں بہت کچھ مماثلت ہے جس طرح فارسی یا اردو۔ سنسکرت و پنجابی میں ایک خاص مناسبت ہے ایسا ہی عربی اور عبرانی میں۔ اس لئے سلع کے معنی ڈھونڈھنے میں کوئی دشواری نہ تھی۔ کیونکہ اس لفظ کے حروف ہر دو زبانوں میں ایک ہی ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مجمع البحار جو عربی میں ایک حدیث کی لغت ہے اس میں لکھا ہے کہ سلع ایک پہاڑی کا نام ہے جو مدینہ کے نواح میں واقع ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب مدینہ ہی وہ جگہ ہے جس میں شریعتِ اسلام کامل ہوئی اور جس میں حضرت نبی کریمؐ کو یہود و نصاریٰ سے معاملہ پڑا۔ مدینہ ہی وہ جگہ تھی جہاں سے اس نجات کی خوشخبری ان ہر دو قوموں کو سُنائی گئی۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں بعض اشرار یہود کو اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے آپؐ کے دائیں ہاتھ کی ہیبت دیکھنی پڑی اور مدینہ ہی وہ مقام ہے جہاں آپؐ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش پر جسقدر مطاعن یہود تھے سب صاف کیئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی بریت کی۔ پس معنی صاف ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب دشمنوں سے سخت اذیت پہنچی اور آپکے چال چلن پر بھی سخت سے سخت الزامات لگائے گئے تو آپ بالکل بے بسی کی حالت میں خدا کے حضور گر پڑے اور نہایت الحاح و زاری سے اسکے حضور فریاد کی تو خدا کے حضور سے آپ کو بشارت ملی اور آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے کہ آپکی بریت ایک ایسے مقام سے ہونے والی ہے جس کے نواح میں مشہور سلع پہاڑی ہے پس آپ کو توجہ دلائی گئی کہ اگرچہ آپکے چال چلن پر الزامات لگانے کی وجہ سے یہود ملعون ہو چکے ہیں اور نیز یہ کہ لعنت حضرت مسیح سے بجائے دُور ہونے کے اور بھی زیادہ ہو جائیگی اس لئے آپکی بریت اور آپ کی قوم کی نجات کیلئے ایک اور وقت اور مقام مقرر ہو چکا ہے جو سلع کے پاس ہے اس لئے قوم کی توجہ اس طرف بذریعہ الہام دلائی گئی ؎

ممکن ہے کہ ناظرین میں سے کسی کو یہ وہم گذرے کہ یہ معنی ہم اپنی طرف سے کر رہے ہیں کیا ثبوت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے نہایت الحاح وزاری سے خدا کے حضور اپنی فریاد پیش کی اور پھر وہاں سے اس قسم کا جواب ملا اس لئے ہم آپکے زبور سے اصل الفاظ نقل کر دیتے ہیں۔ اس زبور کی سُرخی ہے (حضرت) داؤد کا زبور۔ جس وقت وہ اپنے بیٹے ابسلوم کے سامنے سے بھاگا۔ حضرت داؤدؑ لکھتے ہیں: "اے خداوند وہ جو مجھے دُکھ دیتے ہیں کیا ہی بڑھ گئے ہیں! وہ بہت ہیں جو میری مخالفت پر اُٹھتے ہیں۔ بہتیرے میری جان کی بابت کہتے ہیں کہ خدا سے اب اس کی رہائی نہیں۔ سلاہ۔ پر تو اے خداوند میرے لئے سپر ہے۔ تو میری شوکت اور میرا سر فراز کرنے والا ہے۔ میں خداوند کی طرف اپنی آواز بلند کرتا ہوں وہ میری دعا کو اپنے کوہ مقدس پر سے سُن لیتا ہے سلاہ"

اس زبور کو حضرت داؤد علیہ السلام ان الفاظ میں ختم کرتے ہیں "نجات خداوند ہی سے ہے۔ تیری برکت تیرے لوگوں پر ہے سلاہ" ان الفاظ کو کون ہے جو پڑھے اور پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی جان پگھل نہیں رہی ہے۔ آپکے الحاح کی کوئی حد نہیں رہی خدا کے حضور رو رہے ہیں کہ دشمن کہتا ہے کہ خدا کے حضور ان کی جان کی رہائی نہیں۔ اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ آپ پر جو شرک اور زنا کا الزام لگایا جارہا تھا اس طرف ہی آپ کا اشارہ ہے۔ پھر اسی گریہ وزاری میں آپ کو بشارت ملتی ہے کہ آپ کی دعا کوہ مقدس پر سُن لی گئی۔ لہذا آپکی زبان سے مبارک سلاہ کا لفظ بے اختیار نکل جاتا ہے۔ نبیوں کا کلام پڑھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے سوائے اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ یہاں صاف صاف لفظوں میں سلع کو کوہ مقدس کہکر واضح کردیا گیا ہے کہ اس سے پہاڑی مراد ہے جو مدینہ کے پاس ہے آپ یعنی حضرت داؤد خدا کی بارگاہ میں عرض پرداز ہیں کہ دشمن و حاسد و بدخواہ ترقی پاگئے ہیں ان کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ اور وہ سب آپکے مشن کی بیخ کنی کے درپے ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بشارت دیتا ہے کہ نجات آرہی ہے اور اس کا ظہور اس پہاڑی کے ذریعہ جس کا نام سلع ہے ہوگا۔ اور یہ جو زبور کا آخری فقرہ ہے کہ "نجات خداوند ہی سے ہے" اس کے معنی الہامی زبان میں ہمیشہ یہی ہوا کرتے ہیں کہ خدا کی نصرت آئیگی لیکن اپنی سُنّت قدیمہ کے مطابق جس طرح پہلے ہوتا چلا آیا ہے یعنی جب کسی قوم پر لعنت پڑتی ہے تو پھر اس کو بہت دیر تک اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے پھر ایک لمبے عرصہ کے بعد جبکہ قوم میں ایک مایوسی کی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ان کے تمام ظاہری اسباب قطع ہوجاتے ہیں اسوقت خدا کی رحمت دستگیری کرتی ہے اور گرے ہوؤں کو پھر سنبھال لیتی ہے۔ پس ان الفاظ میں پیشگوئی بھی ہے وعدہ بھی ہے اور انذار بھی۔ اب اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ سلع جس کو آجکل کے تراجم میں سلاہ کرکے لکھا جاتا ہے اصل میں وہ پہاڑی ہے جس سے بنی اسرائیل کی نجات مخصوص تھی اور جہاں سے تمام دنیا کے لئے چشمۂ ہدیٰ پھوٹ پڑتا تھا۔

پس حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے سلع کا لفظ ایک ایسی بشارت ہے جس کو وہ مخفی نہیں رکھ سکتے۔ یہ لفظ ان کے لئے اس قدر خوش کن ہے کہ ان سے یہ برداشت ہی نہیں ہوسکتی ہے کہ وہ اس سے خود بخود چپکے سے حظ حاصل کریں۔ پس آپ مختلف پیرایوں میں اسی محبوب بشارت دینے والے لفظ کو اپنے زبور میں لاتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ محبوب شئے کا نام محب ہر جگہ لے آتا ہے کیونکہ وہ اس کو ہر جگہ نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد اس لفظ کو ورد زبان بنا رہے ہیں۔ عجیب رنگ سے آپ ہر زبور میں اسکو لاتے ہیں کیونکہ وہ اس بشارت کو تازہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنا چاہتے ہیں۔ چونکہ آپ کو زبان اور اس کے لہجہ اور اس کے الفاظ وغیرہ کے استعمال پر پورا پورا قابو حاصل تھا اس لئے آپ بڑی کاریگری سے اس کو گشیدہ کے طور پر زبان کی چولی میں نکال رہے ہیں۔ اور اس طرح سے کہ وہ ہر قسم کے معنی دیجاوے کہ بار بار اس لفظ کے ایک ہی معنوں میں دُہرانے سے طبیعتوں میں ملال پیدا نہ ہو کیونکہ ہر ایک اس کی خوبی سے واقف نہیں اس لئے ہم بھی مسیحی اور یہودی مفسرین کے ہم زبان ہو کر کہتے ہیں کہ بے شک اس کے مختلف معنی ہیں۔ یہ سرود و راگ کا خاص نشان ہے۔ یہ الاپ مغنیات ہے یہ وقفہ اور ٹھیراؤ ہے کیونکہ یہ سرچشمہ رحمت ہے اس لئے اس کو جانکر انسان جتنے بھی خوشی سے خدا کی حمد و ثناء میں گیت گاوے اتنے ہی تھوڑے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ اس لفظ کو سنکر انسان کو چاہیئے کہ غور و تفکر سے کام لے اور خدا کے کلام کا گہرے طور پر مطالعہ کرے اور کوشش کرے کہ اللہ تعالےٰ کی اس بشارت سے بہرور ہو کر گناہ سے آزادی حاصل کرے۔ پس اس لفظ کے کچھ ہی معنی کیوں نہ لئے جاویں جب تک اس کے اصل معنی مدِ نظر نہ رکھے جاویں گے ان مجازات و استعارات کی کوئی حقیقت نہیں۔ محض اندھیرے میں ٹھوکریں کھانا ہے ؛

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مسیحی بھائی اپنی اندھا دھند تقلید میں کہ پرانے عہد نامہ کی ہر ایک پیش گوئی کو خواہ نخواہ حضرت مسیح پر منڈھ دیا جاوے اور ہمارے یہودی بھائی جو اس خیال فاسد میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ دنیا کا موعود اور ناجی ان کی قوم کے باہر آ ہی نہیں سکتا۔ یہ ہر دو قومیں مناسبت ضروری کو فراموش نہ کر دیں گے۔ ہر چیز کے لئے وقت مقرر ہے اور ہر وقت کے مناسب حال چیز۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جسقدر احسانات اس دنیا پر کئے ہیں اور جسقدر قربانیاں آپنے اور آپکے جاں نثار صحابہؓ تابعین و تبع تابعین اور پھر ہر زمانہ کے صلحاء و اتقیاء نے کی ہیں خاص کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کا نبی محض نبی کریمؐ کی کامل متابعت کی وجہ سے بنا کر بھیجا۔ وہ ایسی نہیں ہیں کہ ان کو یونہی فراموش کر دیا جاوے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ سلع کی مقدس بشارت یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں میں نکتہ اتحاد کا کام دیگی اور پھر خاص کر کے غیر احمدی احباب کی آنکھیں کھولنے کا موجب ہوگی کہ باوجود ایسی صریح اور صاف پیشگوئی کے موجود ہوتے ہوئے پھر بھی ضد و تعصب کی وجہ سے یہود و عیسائی ہر دو نبی کریم صلعم کے انکار پر مصر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انکو بھی ضد و تعصب خدا کے موعودؑ سے دُور رکھنے کا موجب ہو کیونکہ پھر وہ ان برکات کے وارث

نہ ہو سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی جماعت کے ساتھ مخصوص کی ہیں ؛ محمد دین

پطرس کی قبر

کہا جاتا ہے کہ بعض علماء اور آثار قدیمہ کے ماہرین کے کہنے پر پوپ نے اجازت دیدی ہے کہ تحقیقات کی جاوے آیا حضرت مسیحؑ کے سب سے بڑے حواری کی نعش اسی جگہ مدفون ہے جہاں کہ سولہ یا سترہ صدیوں سے اس کی پوجا کی جا رہی ہے۔ جن لوگوں نے سینٹ پیٹر کا گرجا دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ پطرس کا مقام مدفن یعنی لحد کنفیشن آف سینٹ پیٹر کی محراب کے نیچے واقع ہے جس کے عین اوپر مائیکل اینجیلو کا گنبد ہے جس پر پوپ اربن ہشتم کا شامیانہ جس کے اوپر پھر کلیمنٹ ہشتم کی محراب ہے۔ قسطنطین اعظم نے جو گرجا بنایا تھا اسکی سطح فرش کے بہت نیچے حضرت مسیحؑ کے سب سے بڑے حواری کی قبر ہے۔ اگرچہ اس امر کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا اصل مدفن یہی ہے یا کوئی اور جگہ تاہم یہ یقینی امر ہے کہ قسطنطین اعظم نے چوتھی صدی کے نصف میں پوپ سلوسٹر کی درخواست پر پطرس کا مقبرہ بنوایا اور ایک بہت اعلیٰ درجہ کا پتھر کا تابوت اور قبر طیار کروائی۔ تحقیقات اب صرف اس امر کی کرنی ہے کہ آیا وہ تابوت اور لحد باقی بھی ہیں یا نہیں۔ ان کے وہاں سے ہٹ جانے یا مٹ جانے کی کوئی تاریخی ریکارڈ نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ایسا اندیشہ پیدا ہوا سوائے ایک دفعہ کے جبکہ ۸۴۶ عیسوی میں مسلمانوں نے روما پر حملہ کیا۔ مگر اسکی بھی کوئی ریکارڈ نہیں کہ مسلمانوں نے اس مزار کو تاخت و تاراج کیا ہو۔ اگر ایسا واقع ہوتا تو ممکن نہیں کہ تمام عیسائی دنیا میں تہلکہ پڑ جاتا۔ اس لئے یہ امر کبھی چھپا نہیں رہ سکتا تھا۔ باقی ہمیں یہ علم ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں ہی اس تہ خانہ کے تمام راستہ بند ہو چکے تھے کیونکہ پوپ ان راستوں میں دفن ہوا کرتے تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح سے پتہ چل سکیگا کہ پطرس کی قبر دستبرد زمانہ سے بچ رہی ہے۔ اسکے لئے ہمیں مفصل پتہ صرف ایک مؤرخ اینس ٹیسی اس جو نویں صدی میں ہوا ہے اور جو کہ خود راہب اور لائبریرین تھا کی تحریرات سے ملتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ شاہنشاہ قسطنطین اعظم نے پطرس کی لاش کو ایک پیتل کے صندوق میں بند کر کے اگر اس کے پہلے مدفن ایپ این دے سے نکلوا کر اس کو اسکے موجودہ مدفن میں رکھوایا۔ اس صندوق کی موٹائی چاروں طرف پانچ فٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تھی۔ اس تہ خانہ کی چھت کو سنگ مرمر اور ایک اور قسم کے پتھر کے ستونوں سے سہارا دیا گیا تھا اور اس صندوق پر ایک سونے کی صلیب رکھ دی گئی تھی جس کا وزن قریباً ۱۵۰ پونڈ تھا یعنی قریباً پونے دو من پختہ اس سنہری صلیب پر یہ کتبہ کندہ کیا ہوا تھا کہ قسطنطین شاہنشاہ اور ملکہ ہیلن نے اس شاہی تہ خانہ اور گرجے کو ہر قسم کی اعلیٰ درجہ کی اشیاء سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے ؛

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس سنہری صلیب کو بعد میں بھی دیکھا گیا چنانچہ پروفیسر لینسیانی اپنی کتاب پیگن اینڈ کرسچن روم میں ایک واقعہ درج کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ ۱۵۹۴ کے موسم بہار میں جب کنفیشن کے اوپر والا فرش درست کیا جا رہا تھا۔ تو اس کے نیچے کی زمین بیٹھ گئی اور سوراخ میں سے ایک شخص پورٹا نامی کو پطرس کی قبر دکھلائی دی جس پر سنہری صلیب پڑی ہوئی تھی۔ یہ خبر سنتے ہی پوپ کلیمنٹ ہشتم اپنے ساتھ شاہزادگان کلیسیاء کو لیکر پہنچے اور ایک مشعل کے ذریعہ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر دوسروں کو دکھلایا کہ صلیب وہاں پڑی ہے اور اس پر وہ قسطنطین اور ملکہ ہیلن کا نام بھی بخوبی پڑھ سکتے تھے۔ پس پوپ نے اسی وقت حکم دیا کہ اس سوراخ کو بند کر دیا جاوے۔ بس اب تحقیقات صرف اس امر کی کرنی ہے کہ آیا وہ سنہری صلیب وہاں موجود ہے اور آیا اس سنہری صلیب کے نیچے وہ پیتل اور کانسی کا تابوت باقی ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر واقعی اس امر کے ماننے میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ پطرس اعظم کی نعش وہیں مدفون ہے جہاں سینکڑوں سال سے زائرین اس کی تعظیم و تکریم کرتے رہے ہیں ؛

ماخوذ از ڈیلی ٹیلیگراف

کیا ہی اچھا ہو کہ سرینگر کے خان یار محلہ والی قبر کی بھی اسی طرح تحقیقات کرنے کی اجازت ہو جاوے اور جس قدر تاریخی روایات شہادات اس کے متعلق ہیں انکی تصدیق کسی کتبہ وغیرہ کے ذریعہ ہو جاوے جو قبر کے نیچے کے تہ خانہ میں ہے ممکن ہے مل جائے جہاں کہ اصل مدفن حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔ اس سے نہ صرف تمام یورپ پر احسان ہوگا بلکہ دنیا کو ایک بڑے عظیم الشان انسان کے متعلق صحیح خیالات قائم کرنے کا موقع مل جائے گا ؛

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی نجات سے محروم ہیں

(عبد الحی ۔ عتیق ۔ حیدر آبادی)

یوں تو عیسائی صاحبان ہر جگہ گلی کوچوں میں منادی کرتے پھرتے ہیں کہ غیر مذاہب کے مقابلہ پر نجات یافتہ گروہ ہمارا ہے اور حقیقی نجات کا ثمرہ کہلانے والا وہ برّہ ہے جسکے مُنہ میں چھل نہ تھا اور جس نے بہتوں کے لئے اپنی جان اُنڈیل دی وہ خداوند یسوع مسیح ہے یہ صرف مسیحوں کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے ورنہ ان کی کتب مقدسہ پر سرسری نظر کرنے سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ فرقہ (مسیحی) نجات سے بے بہرہ ہے اور غضبناک آتش کا شکار ہوگا۔ کیونکہ عبرانیوں میں لکھا ہے۔ کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کے عوض کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی ہاں عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھالے گی عبرانیوں ۱۰/۲۶ یعنی بپتسمہ حاصل کرکے کفارے پر ایمان لانا صرف گذشتہ گناہوں کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اگر اس کے یعنی بپتسمہ کے بعد کوئی مسیحی گناہ کا مرتکب ہو تو اس کے واسطے کوئی قربانی باقی نہیں جو اس کے گناہوں کا معاوضہ ہو۔ اگر مسیحی صاحبان کہیں کہ کفارے پر ایمان لانے کے بعد ہم سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوتے۔ تو یہ بات سراسر غلط اور قابل قبول نہیں۔ اسلئے جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے اور مسیحیوں کے خدا کے جدِ امجد ہونے کے گناہ سے نہ بچ سکے۔ تو یہ بیچارے کس شمار میں اور کیا حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ مسیحیوں کے مایۂ ناز پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب میزان الحق باب ۲ فصل ۲ کے صفحہ ۹۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے گناہ نہیں اور اپنے اس بات کی تائید میں مندرجہ ذیل شہادتیں پیش کرتے ہیں کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے بُرا ہے پیدائش ۸/۲۱ اور لکھا ہے کہ اپنے بندے سے حساب نہ لے کیونکہ کوئی جاندار تیری حضور بیگناہ ٹھہر نہیں سکتا زبور ۱۴۳/۲ پھر مرقوم ہے اگر ہم کہیں کہ بے گناہ ہیں تو اپنے آپکو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں پہلا یوحنا ۱/۸ نیز رومیوں ملاحظہ ہو کہ کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی سمجھنے والا نہیں کوئی خدا کو ڈھونڈھنے والا نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے ہیں کوئی نیکی کرنے والا نہیں اور انہوں نے سلامتی کی راہ نہیں پہچانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوران کی نظروں میں خدا کا خوف نہیں اس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں رومیوں باب ۳ مذکورہ بالا حوالجات کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیحی بیگناہ نہیں ہیں اور جب بیگناہ نہیں تو انکے لئے دوزخ حلال ہوگئی اور مسیح کا کفارہ فعل عبث ہوا۔ اور اگر مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے گناہ معاف ہوجایا کرتے ہیں تو چاہیئے تھا کہ کوئی مسیحی گنہگار نہ ہو حالانکہ ہر ایک گنہگار ہے۔ ناظرین یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ کوئی عیسائی گناہ سے بچ نہیں سکتا اور گناہ کرنیوالے کیواسطے کوئی قربانی نہیں۔ جو عیسائیوں کو نجات بخشے۔ کیا کوئی مسیحی کہہ سکتا ہے کہ ہم بیگناہ ہیں اگر بیگناہ کہا تو کفارہ لغو ہوگیا۔ اور اگر گنہگار کہا تو نجات سے محروم رہا؀

نظم

(رہیگی گلشن اسلام میں یارب خزاں کب تک)

رہو گے ہمپہ تم اے مہرباں۔ نامہرباں کبتک
نہ ہوگا ہم غریبوں پر کرم ایجان جاں کب تک

ترا بیمار لیگا اے مسیحا سسکیاں کب تک
چراغ کشتۂ محفل سے اٹھیگا دھواں کب تک

پھریں یوں ٹھوکریں کھاتے ہوئے بے خانماں کب تک
رہیں ہم خوار دنیا میں اے خلاق جہاں کب تک

جہاں میں اور بھی بستے ہیں کر مشق جفا ان پر
ستم توڑا کریگا ہمپہ تو اے آسماں کب تک

رہیگا کب تلک بازار شورش گرم دنیا میں
نہ ہوگا اے خدا عالم میں اب امن و اماں کب تک

الٰہی خاتمہ جلدی سے کردے ساری جنگوں کا
بہیں گی اسطرح یہ کشت و خوں کی نالیاں کب تک

بہار آئے وہی پہلی سی پھر باغ محمدؐ میں
رہیگی گلشن اسلام میں یارب خزاں کب تک

گذرنے کو ہے اب یارو یہ سن چالیس ہجری بھی ۱۳۴۰
بتاؤ لائینگے تشریف مہدیٔ زماں کب تک

کہاں تک تم سے اے حافظؔ کہیں ہم درد۔ دل اپنا
سنائیں اب تمہیں رو۔ رو کے اپنی داستاں کب تک

حافظ سلیم احمد خاں
احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیّدنا احمدؐ موعود

احمدؐ کون ہے۔ احمدؐ وہ عظیم الشان مبارک ہستی ہے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام سے تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمیع انبیاء و رُسل کا بروز ہے۔ اور تمام نبیوں کا موعود ہے۔ اور حضرت محمدؐ خاتم النبیین صلعم کا مظہر اتم ہے۔ جمیع انبیاء کا موعود اور سب کا بروز اور سب سے افضل اور برتر ہے مگر سیّدنا حضرت محمدؐ کا اُمّتی۔ اور غلام ہے۔ اور اسکے بعد اس کا متبع اور مطیع نبی اور خدا تعالیٰ کا رسول ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سیّدنا احمدؐ وَ عَلٰی مطاعہ سیّدنا محمدؐ۔

(۱) رسول موعود احمدؐ ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں خبر دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت احمدؐ علیہ السلام کی آمد کی خبر اُمّت موسویہ کو دی تھی۔ جو ان الفاظ میں ہے کہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ (سورۃ صف) یعنی میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں ایک عظیم الشان رسول کی آمد کی جو میرے بعد آنیوالا ہے۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔

(۲) رسول موعود شاہد ہوگا۔ سیّدنا حضرت احمدؐ علیہ السلام نے شاہد رسول ہو کر آنا تھا۔ اور سیّدنا حضرت محمدؐ کے بعد آپ کے نقش قدم اور اتباع اور اطاعت میں آنا تھا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَ یَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَ مِنْ قَبْلِہٖ کِتَابُ مُوْسٰۤی اِمَامًا (سورۃ ہود) یعنی آیا ایک شخص مدعی نبوّت ہے (سیّدنا حضرت محمدؐ) کہ وہ خود بھی اپنے دعویٔ نبوّت میں اپنے ربّ کی طرف سے بیّنات پر قائم ہے۔ زمانہ موجودہ میں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا شاہد اسکے بعد اسکی اتباع اور اطاعت میں آنیوالا ہے۔ جو زمانہ آتیہ میں اسکی صداقت پر شاہد ہوگا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات (استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸) زمانہ ماضیہ میں اسکی آمد کی خبر دینے میں رہنمائی کا کام کرتی ہے۔ وہ صادق مدعی نبوّت کیوں نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ یتلوہ کا لفظ انہی معنوں میں اس آیت میں وارد ہے جن معنوں میں والقمر اذا تلیٰھا میں وارد ہے۔ اور مفردات راغب میں لکھا ہے کہ جس طرح نور القمر مستفاد من نور الشمس ہے یعنی جس طرح چاند سورج سے اپنی انوار اخذ کرتا ہے۔ اسی طرح سے وہ شاہد جو آنیوالا ہے۔ بسبب اسکے کہ وہ سیدنا حضرت محمدؐ کا خلیفہ اور جانشین ہوگا اور اُمّتی اور مطیع ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے کہ وہ اپنے انوار نبوت سیدنا حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے والا ہوگا ؞

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت احمدؑ کا نام بتایا اور اس کے ساتھ فیصلہ کردیا کہ وہ رسول ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے آنیوالے کو شاہد کہا اور اس کو سیدنا حضرت محمدؐ کا خلیفہ اور اُمتی اور مطیع قرار دیا اور یہ بھی بتایا کہ اس کے انوار کا ماخذ سیدنا حضرت محمدؐ ہونگے۔ اور یہ کہ آنحضرتؐ کے بعد زمانہ آئندہ میں آنیوالا ہے۔ اور چونکہ وہ سیدنا حضرت محمدؐ کی صداقت پر شہادت ادا کرنے آویگا۔ اسی سبب سے شاہد ہوگا ؞

(۳) **شاہد معہود یوم موعود میں آویگا۔** خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ

یعنی ہم بطور شہادت پیش کرتے ہیں السماء جس سے مراد اسلام ہے۔ اور چونکہ آسمان بلند اور ارفع ہے اسواسطے اسلام کا عروج اور اقبال آنیوالا ہے۔ اور ارفع اور برتر ہونے والا ہے اصحاب الاخدود وہ حضرت احمدؑ علیہ السلام ہی کی جماعت میں سے اس باغی اور منحرف گروہ کا نام ہے جو حضرت احمدؑ کی رسالت اور نبوت کے منکر ہونگے۔ جیسا کہ وحی اللہ نے خبر دی ہے کہ یا احمد جعلت مرسلا وسیقولك العدو لست مرسلا۔ اے احمدؑ تم کو رسول بنایا گیا ہے اور عنقریب دشمن کہنے والا ہے کہ تو رسول اللہ نہیں ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے منکر رسالت احمدؑ کو حضرت احمدؑ کا دشمن کہا ہے۔ اور حضرت احمدؑ فرماتے ہیں کہ ان دشمنوں کا صدر مقام گڑھا ہوگا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں :- ع

گڑھے میں تُو نے سب دشمن اُتارے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے انکا نام اصحاب الاخدود رکھا یعنی گڑھے میں رہنے والے۔ اور اس آسمان اسلام میں اسکو مزین اور خوبصورت کرنے کے واسطے اسمیں بروج ہونگے۔ یعنی ستارے چمکدار اور روشنی دینے والے جیسا اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح یعنی ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ذریعہ خوبصورت اور مزین کیا ہے۔ یہ ستارے کون ہونگے۔ یہ علماء ربانی اور صلحاء اُمت ہونگے۔ اور ایسے لوگوں کو حدیث میں ستاروں کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ وارد ہے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جن کی اتباع اور اقتدا تم کروگے منزل مقصود کو پالوگے۔ گویا صلحاء اُمت جو ربانی لوگ ہیں وہ آسمان کی زینت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واسطے ستاروں کے قائم مقام ہونگے۔ اور ایسے لوگ ضرور ہونگے اور ان کا وجود صداقت اسلام کے واسطے دلیل ہوگا۔ پھر ہم بطور شہادت پیش کرتے ہیں۔ الیوم الموعود کو جو وعدہ شدہ زمانہ ہے اسوقت صداقت اسلام پر آسمان و زمین شہادت دیگا اور آیات اللہ کثرت سے ظاہر ہونگے۔ پھر ہم بطور شہادت پیش کرتے ہیں ایک عظیم الشاہد کو جو شہادت دینے آویگا۔ (یعنی حضرت احمد موعودؑ) اور اس عظیم الشان مشہود کو کہ جسکی شہادت صداقت دینے کے لئے یہ شاہد آویگا (یعنی حضرت محمد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم)۔

اس آیت نے حضرت احمدؑ کے زمانہ کو الیوم الموعود سے موسوم کیا اور حضرت احمدؑ کو شاہد کے نام سے یاد کیا۔ اور حضرت محمدؐ کو مشہود کہا کیونکہ یہ شاہد باوجود اپنی عظمت اور شان رسالت کے بذاتہٖ ایک دوسرے عظیم الشان رسول کی صداقت پر شہادت دینے والا ہوگا۔ جیساکہ یتلوہ شاھدٌ منہ کی منشاء ہے۔

خدا تعالیٰ حضرت احمدؑ کے حق میں فرماتا ہے کہ ارسلناہ شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۱) یعنی ہم نے اس کو بھیجا ہے شاہد بنا کر بشارات دینے والا اور انذار سنانے والا۔ پس وحی الٰہی نے اس شاہد کا تعین کردیا۔

(۴) ایک مناد موعود آنیوالا ہے جو یوم الخروج میں آویگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ واستمع یوم ینادِ المنادِ من مکانٍ قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذٰلک یوم الخروج (سورۃ ق) یعنی کان دھر کر سنتا اس دن جبکہ المناد یعنی ایک موعود مناد قریب کے مقام میں منادی کرنے لگے۔ اس زمانہ میں واقعی طور پر مصائب موعودہ کی بابت بہت کچھ سنو گے اور یہی وقت یوم الخروج ہے۔ یعنی جسوقت تم کو مصائب موعودہ کی بابت اخبار سننے میں آویں تو جان لو کہ اس موعود مناد کے خروج کا وقت آگیا اور اس کا ظہور قریب کے مقام ہوگا۔ یعنی ہندوستان میں جو عرب سے بہت قرب میں واقع ہے۔ بمقابلہ اکثر دوسرے ممالک دنیا کے۔

اس آیت میں اس موعود انسان کو المناد کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اس کے زمانہ کو یوم الخروج قرار دیا گیا ہے۔ اور اسکے زمانہ سے مصائب مخصوصہ کو وابستہ قرار دیا ہے

(۵) آخری زمانہ میں ہلاکت کبریٰ و عذاب شدید کا کثرت سے نزول ہوگا خدا تعالیٰ نے اس الصیحۃ کو دوسری آیت میں ہلاکت اور عذاب شدید سے تعبیر کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو قبل از قیامت ظہور پذیر ہونے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ان من قریة الا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة او معذبوها عذابا شديدا وكان ذلك في الكتب مسطورا (سورۃ بنی اسرائیل) یعنی قیامت کے دن سے پہلے پہلے کوئی ایسا قریہ باقی نہ رہیگا جس کو ہم بالکل ہلاک نہ کردیں یا عذاب شدید میں مبتلا نہ کردیں اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو قرآن کریم میں لکھدی گئی ہے ؂

وہ ہلاکتیں کیسی ہونگی اور وہ عذاب شدید کس شکل میں ہونگے۔ اس کے متعلق مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن اسوقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچال آوینگے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہونگی ..... مگر جو آخر تک برداشت کریگا نجات پائیگا۔ اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی۔ تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ اور اسوقت خاتمہ ہوگا۔ .... کیونکہ اسوقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ ..... کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ (انجیل متی باب ۲۴)

پھر جب تم یروشلم (بیت المقدس) کو فوجوں سے گھرا ہوا دیکھو تو جان لینا کہ اس کا اجڑ جانا نزدیک ہے۔ اس وقت جو یہود یہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جائیں اور جو یروشلم کے اندر ہوں باہر نکل جائیں۔ اور جو دیہات میں ہوں شہر میں نہ جائیں کیونکہ یہ انتقام کے دن ہونگے جن میں سب باتیں جو لکھی ہیں پوری ہونگی۔ اُن پر افسوس ہے جو اُن دنوں میں حاملہ ہوں اور دودھ پلاتی ہوں کیونکہ ملک میں بڑی مصیبت اور ان پر غضب ہوگا۔ اور وہ تلوار کا لقمہ ہو جائیں گے۔ اور اسیر ہو کر سب قوموں میں پہنچائے جائیں گے۔ اور جب تک غیر قوموں کی میعاد پوری نہ ہو یروشلم غیر قوموں سے پامال ہوتی رہیگی۔ اور سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے۔ اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی۔ (انجیل لوقا باب ۲۱)

جن مصائب کے ظہور کی پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں کی ہے انہی مصائب کو قرآن کریم نے ان من قرية الا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة

Digitized by Khilafat Library Rabwah

او معذبوھا عذابا شدیدا کی عالمگیر ہلاکت اور عذاب شدید کہکر ظاہر کیا ہے۔ اور دوسرے مقام میں اس کو یوم یسمعون الصیحۃ بالحق کے الفاظ میں بتایا ہے کہ ان مصائب موعودہ کا اپنے وقت پر پورا ہونا اور تمہارا اس بات کو سن لینا ضروری ہے۔ یعنی ایسا ہی ہو کر رہیگا ٭

اب واقعات زمانہ نے خود اس چالیس سال کے اندر بالعموم اور اس دس سال کے اندر بالخصوص نہایت تمام و کمال سے ان مصائب کو عالمگیر طور پر ظاہر کر دیا اور پورا کر دکھایا۔ کیا روئے زمین پر کوئی خطہ یا ملک ایسا ہے۔ جو جنگوں۔ بغاوتوں۔ شورشوں۔ سیلابوں بیماریوں انفلوانزا۔ طاعون۔ قحط وبا۔ بخار۔ آتش افشانی۔ یا دوسرے زمینی اور آسمانی عذابوں کے سبب ہلاکت کلی یا عذاب شدید میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ کوئی قریہ یا شہر ہے جو چین سے زندگی بسر کرتا ہو اور ان ہلاکتوں اور عذابوں سے محفوظ اور مصئون چلا آتا ہو۔ پس یقیناً یقیناً کوئی قریہ۔ شہر یا ملک روئے زمین پر ایسا موجود نہیں ٭

(۶) ہلاکت کبریٰ و عذاب شدید کا باعث شرارت اور جرائم ہیں

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہلاکت اور عذاب کیوں نازل ہوتے ہیں۔ کیا اپنی مخلوق کو بلاوجہ مصائب میں گرفتار کرنے اور انکو تکلیف میں ڈالنے سے خدا تعالیٰ کو مزا آتا ہے۔ اگر صرف مزے لینے کے واسطے ہے اور تماشا دیکھنا مقصود ہے تو ما انا بظلام للعبید کے کیا معنی ہیں نہیں ہرگز نہیں خدا تعالیٰ کے عذاب لوگوں کی غفلت اور نافرمانی اور حدود شریعت توڑنے اور فاسق اور فاجر بننے پر نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت اٰمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون۔ ولقد جاءھم رسول منھم فکذبوہ فاخذھم العذاب وھم ظالمون۔ (سورۃ النحل آیت ۱۱۴-۱۱۵) یعنی اللہ تعالیٰ بطور تمثیل کہتا ہے کہ ایک شہر ہوتا ہے وہ امن اور چین سے زندگی بسر کرتا ہے۔ اسکو آفاق عالم سے من بھاتا رزق ملتا رہتا ہے۔ پس ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ شہر خدا تعالیٰ کے انعامات کی بیقدری اور ناشکر گذاری شروع کر دیتا ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس شہر پر قحط اور مصائب وارد کر دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ جسکے باعث اُسپر بھوک اور خوف چھا جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس شہر کے رہنے والوں کی کرتوتوں کے باعث سے ہوتا ہے۔ اہل شہر کی اصلاح کے واسطے ان میں سے خدا کا رسول آتا ہے۔ مگر وہ اس کی تکذیب کر دیتے ہیں۔ اور اسکی اصلاح پر کان نہیں دھرتے پس ان پر عذاب شدید جو اس کفران نعمت کا نتیجہ ہوتا ہے وارد ہو جاتا ہے اسوقت یہ لوگ ظالم ہوتے ہیں۔ اور وہ اہل شہر کا ظالم ہونا جاذب عذاب شدید ہو جاتا ہے ۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منھم۔ واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه وکانوا مجرمین۔ وما کان ربك لیھلك القریٰ بظلم واھلھا مصلحون (سورۃ ہود آیت ۱۲۰۔۱۲۱)

یعنی تم لوگوں سے پہلے جو اہل قرون ہوئے ہیں کیوں کثرت سے ایسے لوگ ہوں جن میں اعتقاد صحیح اور اعمال صحیح کا بقیہ ہوتا اور وہ دوسرے لوگوں کو زمین میں شرارت کرنے سے روکتے۔ اگر ہوئے بھی تو صرف چند لوگ تھے اور وہ بھی ان لوگوں میں سے جنکو ہم نے ان میں سے نجات دے رکھا تھا۔ عوام الناس نے جو ظالم ہو چکے تھے اپنے امراء کی اتباع اور پیروی اختیار کی اور وہ مجرم ہو چکے تھے۔ تیرے ربّ کا تو یہ دستور العمل ہی نہیں ہے کہ کسی شہر والے ہوں تو صلاح یافتہ لوگ۔ مگر خدا تعالیٰ انپر ظلم کر کے انکو ہلاک کر دے ۔

یعنی جب کسی شہر یا ملک پر عذاب نازل ہوتا ہے تو وہاں کے باشندے اکثر شریر اور نافرمان ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ صلاح یافتہ مفقود ہو جاتے ہیں جو انکو شرارتوں سے روکیں اور جو چند لوگ ہوتے ہیں ان کی عوام الناس سنتے نہیں۔ تب عذاب ان پر نازل ہوتا ہے۔ مگر اسوقت وہ مجرم اور ظالم ہوتے ہیں وہ صلاح یافتہ نہیں ہوتے ۔

(۷) نزول عذاب شدید و ہلاکت کبریٰ سے قبل رسول کا آنا ضروری ہے۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولقد بعثنا فی کل امة رسولا۔ ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت فمنھم من ھدی اللہ ومنھم من حقت علیه الضلالة فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(سورۃ النحل آیت ۳۹) یعنی ہم نے ہر اُمّت میں رسول ضرور مبعوث کئے ہیں۔ وہ یہ تعلیم دیتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے فرمانبردار ہو کر رہو اور طاغوت یا غیر اللہ کو شریکِ خدا مت بناؤ۔ پس ان لوگوں میں سے بعض وہ ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ اور بعض وہ ہوتے ہیں جن پر ضلالت کا فردِ جُرم لگ جاتا ہے۔ پس تم زمین پر خوب سیر کر کے دیکھو جنہوں نے انبیاء و رسل کی تکذیب کی۔ انکا انجام کیا ہوا۔ گویا نزولِ عذابِ شدید سے قبل رسول کا آنا ضروری ہے۔ پس جو رسولِ خدا کی اتباع کرتے ہیں وہ تو من ھدی اللہ میں شمار ہو جاتے ہیں اور جو من حقت علیه الضلالة کے ماتحت آجاتے ہیں ان پر عذاب شدید کا نزول ہوتا ہے۔ مگر عذاب شدید اور ہلاکت کبریٰ سے قبل رسول کا آنا قانون مستمرہ خداوندی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً یعنی ہم ہلاکت کبریٰ اور عذاب شدید سے قبل ضرور رسول مبعوث کرتے ہیں۔

عذاب شدید سے قبل ضرور رسول مبعوث کئے گئے ہیں

عذاب شدید اور ہلاکت کبریٰ۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما کان ربك مهلك القریٰ حتّٰی یبعث فی امها رسولاً یتلوا علیهم اٰیٰتنا۔ وما کنا مهلکی القریٰ الا واهلها ظالمون (سورۃ القصص) یعنی تیرا ربّ قریوں اور شہروں پر ہلاکت نہیں نازل کرتا۔ جب تک کہ انکے درمیان ایک رسول مبعوث نہ کر دے۔ وہ رسول ان لوگوں کو ہماری آیات یا پیغامات سُناتا ہے اور ہم تو شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس وقت جبکہ وہاں کے باشندے ظالم ہوتے ہیں۔ گویا نزول عذاب شدید ظالموں پر ہوتا ہے مگر اس سے قبل رسول کا مبعوث ہونا ضروری ہے ؂

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسلٌ منکم یقصون علیکم اٰیاتی وینذرونکم لقاء یومکم هذا قالوا شهدنا علٰی انفسنا وغرتهم الحیوة الدنیا وشهدوا علٰی انفسهم انهم کانوا کافرین۔ ذٰلك ان لم یکن ربك مهلك القریٰ بظلمٍ واهلها غافلون (سورۃ الانعام) یعنی اے گروہ جن وانس آیا تمہارے پاس تمہارے درمیان سے رسول نہیں آئے جو تم کو ہمارے پیغامات سناتے رہے۔ اور تم کو اس دن کی ملاقات سے ڈراتے رہے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے نفسوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف شہادت دیتے ہیں بات یہ ہے کہ حیات دنیوی نے انکو دھوکے میں رکھا اور انہوں نے اپنے نفسوں کے خلاف شہادت دی کہ ضرور وہ کافر ہو چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تیرا ربّ شہروں پر عذاب شدید و ہلاکت کبریٰ نازل نہیں کرتا جب تک کہ وہاں کے باشندے خدا کے پیغامات اور اپنے جرائم کی نوعیت سے غافل ہوں۔ گویا انکی اطلاع کے واسطے انہی میں سے کسی رسول کا آنا اور انپر اتمام حجّت کرنا ضروری ہے تاکہ وہ انهم کانوا کاذبین کا اقرار کر سکیں۔

انبیاءؑ کے زمانہ میں بھی معمولی عذاب اور ہلاکتیں بغرض اصلاح آتی ہیں

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وما ارسلنا فی قریة من نبی الا اخذنا اهلها بالبأساء والضراء لعلهم یضرعون۔ ثم بدلنا مکان السیئة الحسنة حتی عفوا وقالوا قد مس اٰباءنا الضراء والسراء فاخذناهم بغتة وهم لا یشعرون۔ ولو ان اهل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناهم بما کانوا یکسبون۔ (سورۃ الاعراف آیت ۹۳-۹۵)

یعنی ہم نے کسی شہر میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کی موجودگی میں وہاں کے باشندوں کو افلاس اور تنگی اور بیماریوں میں گرفتار کیا کہ وہ تضرع اور انابت سے کام لیں پھر ہم نے اس مصیبت کو راحت اور آرام سے بدل دیا۔ یہاں تک کہ اُن سے درگذر کر دی تب انہوں نے یوں کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے باپ دادوں کے زمانہ میں بھی تو بیماریاں اور مصائب آتے رہے (وہ کس رسول کی تکذیب کا نتیجہ تھا)۔ تب ہم نے انکو اچانک عذاب شدید میں گرفتار کر دیا اور انکو آمد عذاب شدید کا پتہ تک نہ لگا۔ اگر شہروں کے باشندے ایمان بالرسل لے آتے۔ اور تقویٰ اور طہارت اختیار کر لیتے تو ضرور ہم اُن برکات کے دروازے آسمان اور زمین کی طرف سے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے بجائے اسکے تکذیب رسل کا راستہ لیا۔ پس ہم نے انکے اعمال کی وجہ سے انپر گرفت کی۔

گویا دنیا میں جو اسوقت عالمگیر تباہیاں اور عالمگیر عذاب وارد ہوئے۔ ان سے قبل رسول کا آنا ضروری تھا جس طرح کہ تباہیاں عالمگیر ہیں ایسا ہی یہ رسول بھی تمام دنیا کا نبی اور نذیر ہے۔ پس حضرت احمد موعود کا آنا انہی عذاب ہائے شدیدہ و ہلاکت ہائے کبیرہ کے قبل ہونا ضروری تھا۔ آپ کی موجودگی میں معمولی عذاب آئے مگر وہ بغرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلاح و تضرع تھے اور آپکی وفات کے بعد بغرض سزا اور معاقبہ تھے۔ اور ہونگے۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

پس اس وحی نے اوّل تو یہ بتایا کہ یہ نبی کُل دنیا کے واسطے نذیر ہے۔ نہ صرف کسی خاص شہر یا ملک یا خطہ زمین کے واسطے۔ دوم یہ کہ دنیا کے لوگ ضرور اسکے قبول کرنے سے انکار کریں گے۔ اور اس کے انذار پر کان نہ دھرینگے۔ سوم یہ کہ خود خدا تعالیٰ اسکی قبولیت کیلئے زمین و آسمان سے نشانات ظاہر کریگا اور بارش کی طرح اسکی تائید میں آیات کا ظہور ہوگا۔ چہارم اسکی سچائی اور صداقت بڑے زور آور حملوں یعنی ہلاکتوں اور عذاب شدید کے ذریعہ ثابت ہوگی جو بطور سزا لوگوں پر نازل ہونگے۔ مگر یہ زور آور حملے اس دنیا کے نبی کی تکذیب اور وفات کے بعد وقوع میں آوینگے۔ جیسا کہ ما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ اور ما کان ربک مھلک القریٰ حتّٰی نبعث فی امھا رسولا کی منشاء ہے۔

یہ امر کہ دنیا میں ایک مبارک وجود احمدؐ کے نام سے رسول ہو کر آیا خود اس وحی الٰہی سے ظاہر ہے گویا احمد جعلت مرسلا۔ یعنی اے احمدؐ تم کو رسول بنایا گیا ہے۔ قل یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا۔ (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۶) کہدے کہ اے دنیا کے لوگو مَیں تم سب کی طرف رسول اللہ ہو کر آیا ہوں مگر وحی اللہ خبر دیتی ہے کہ دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ پھر وحی اللہ کہتی ہے۔ انا ارسلنا احمد الیٰ قومہ فکذبوہ و قالوا کذاب اشر۔ یعنی ہم نے احمدؐ کو رسول بنا کر اسکی قوم یعنی مسلمانوں کی طرف رسول کر کے بھیجا تو سب سے اوّل مسلمانوں نے اسکی تکذیب میں حصہ لیا اور اسکو کذاب اور مفسد قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان تباہیوں میں مسلمان ہی زیادہ شکار ہوئے۔

(۸) ایک بروز جمیع رسل کا بطور شاہد مصدق سیدنا محمدؐ آنا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ۔ قال ءاقررتم و اخذتم علیٰ ذٰلکم اصری۔ قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین۔ فمن تولیٰ بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت ۸۲-۸۳) یعنی جبوقت ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔ کہ جس وقت میں تم کو کتاب الشریفہ دوں جو پر حکمت کلام ہوگا اور پھر تمہارے پاس ایک عظیم الشان رسول آوے اور وہ رسول تمہاری وحی اللہ تعلیمات کا مصدق ہوگا تم نے ضرور اس پر ایمان لانا ہے اور ضرور اسکی نصرت اور مدد کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ نے نبیوں سے کہا کہ کیا تم یہ اقرار کرتے ہو کہ ایسا کرو گے اور میرا بھاری عہد اس امر پر قبول کرتے ہو۔ ان نبیوں نے کہا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ پس تم شہادت ادا کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت کرنے والوں میں سے ہونگا ؛

دیکھو آیت اوّل میں میثاق النبیین۔ دوم کتاب۔ سوم رسول۔ چہارم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ پنجم ءاقررتم۔ ششم اقررنا۔ ہفتم فاشھدوا۔ ہشتم انا معکم من الشاھدین۔ نہم فمن تولی بعد ذٰلک۔ دہم فاولٰئک ھم الفاسقون۔ قابل تشریح ہیں۔ سو ہم جدا جدا ہر ایک کی تشریح کرتے ہیں ؛

اوّل۔ ا۔ اخذ اللہ میثاق النبیین ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا۔ کب لیا۔ اور کس قدر نبیوں سے لیا۔ کب لیا کا جواب یہ ہے کہ غیر احمدی علماء کہتے ہیں کہ روز ازل میں لیا۔ اور روحوں سے لیا اور اسوقت تمام ارواح انبیاء موجود اور مخلوق تھے۔ اگرچہ باعتبار جسم اپنے اپنے وقت پر عالم وجود میں ظاہر ہوئے مگر ہمارے نزدیک یہ امر بے ثبوت ہے۔ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اور ہمارے مذہب کے رو سے باطل ہے۔ جبکہ ہمارے نزدیک روح کی پیدائش قدیمی نہیں بلکہ جسم انسانی کی تکمیل کے بعد تخلیق روح ہوتا ہے۔ پس لازماً اسی دنیا میں اُن سے لیا گیا۔ پھر کس طرح لیا گیا۔ تو ہمارے نزدیک ہر نبی سے جس سے کہ عہد لیا گیا اسی کے زمانہ نبوت میں لیا گیا اور جدا جدا لیا گیا ہے یہ ضروری نہیں کہ اکٹھا ہی لیا گیا ہو۔ اور نہ ممکن ہو سکتا ہے۔ ہاں باعتبار الفاظ عبارت کے سب کے عہد کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے اور اسمیں کوئی حرج نہیں اور ہر زبان میں عام محاورہ اور رواج ہے ؛

کس قدر نبیوں سے لیا گیا ہے۔ کُل سے یا بعض سے۔ الفاظ قرآن بہرحال دو سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زائد نبیوں پر صادق آتے ہیں کیونکہ النبیین جمع ہے اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے پس تین یا تین سے زائد نبیوں سے لیا گیا ہے۔ اور اگر کُل سے ہو۔ تو ہمارے پاس تحریری ثبوت نہیں کیونکہ سب نبیوں کی کوئی تحریر یا کتاب ہمارے پاس موجود نہیں ہاں تین سے زائد نبیوں کی کتابوں سے ہم اس نبی اور اس کی آمد کی خبر دکھا سکتے ہیں۔ بہرحال ان نبیوں کو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے کسی آنیوالی کتاب الشریفہ اور ایک رسول کی خبر دی تھی۔ اور اُن سے یہ عہد لیا گیا ہے جو باقی آیت میں زور شور سے مذکور ہے ؛

دوم۔ فلما اٰتیتکم من کتاب ہے کہ کتاب سے مراد کونسی کتاب الشریفہ ہے اور اسکو رسول سے مقدم کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ اور جب تک رسول نہ آیا ہو۔ تو کتاب کے دینے کے معنی ہی کیا ہوئے۔ سو واضح ہو کہ مفسرین کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور یہی کتاب الشریفہ ہے جو نبیوں سے موعود تھی اور ہم کو اس اتفاق باہمی سے کوئی وجہ اختلاف نظر نہیں آتی کہ کیوں یہی کتاب الشریفہ مراد نہ ہو۔ اور رسول سے صرف اس وجہ سے مقدم قرار دیا کہ کتاب اللہ خدا کا کلام ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات بمع اسکے صفات کے جس میں تکلم بھی ایک صفت ہے قدیمی اور مقدم ہے تمام مخلوق پر اور رسول کا وجود حادث ہے اور باعتبار مخلوق ہونے کے خدا تعالیٰ اور اس کے صفات کے موخر ہے۔ اسی سبب سے کتاب اللہ کو رسول پر فوقیت اور تقدم حاصل ہے اگرچہ اس کا نزول ظاہری اس رسول سے موخر ہے پس اس سبب سے اس کا ذکر مقدم کیا گیا ہے ؛

سوم۔ ثم جاءکم رسول ہے۔ سو بعض احادیث اور مفسرین سے اتفاق کرکے اگر ہم رسول سے مراد سیّدنا حضرت محمدؐ صلعم ہی مان لیں اگرچہ بعض مفسرین نے اسکو عام مانا ہے تاہم ہمکو اس اتفاق سے اختلاف کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اور ہمارا کوئی حرج ہی نہیں کہ اگر اس سے مراد خود سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور آنحضرت صلعم کے ظہور اور آمد کا علم نبیوں کو ضرور بذریعہ وحی دیا گیا تھا جیسا کہ انکی کتب میں ایک رسول کی آمد کی پیشگوئی ضرور ملتی ہے۔ پس یہ رسول سیّدنا حضرت محمدؐ صلعم ہی ہے ؛

چہارم۔ لتؤمنن به ولتنصرنه کہ (یہ نبی جن سے عہد لیا گیا ہے) کہ سیّدنا حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی آمد پر ضرور اس رسول پر ایمان لاؤ گے۔ اور ضرور اسکی نصرت کروگے۔ یہ کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔ سو اسکی تین صورتیں ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) صورت اوّل یہ ہے کہ یہ سب نبی سیدنا حضرت محمدؐ صلعم کے زمانہ تک بنفس نفیس خود بقید حیات دنیاوی موجود رہیں۔ مگر امر واقعی یہ ہے کہ سیدنا حضرت محمدؐ صلعم کے قبل جسقدر رسول تھے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک خود بقید حیات دنیاوی عالم وجود میں نہ تھے جیساکہ ما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے ظاہر ہے یعنی حضرت محمد رسول صلعم سے قبل جسقدر رسول تھے سب وفات پاگئے تھے۔ پس یہ صورت ممکن الوقوع نہیں ہے *

(۲) صورت ثانیہ یہ ہے کہ سب یہ رسول اپنے اپنے وقت اپنا کام کر کے وفات ہو جاویں اور پھر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ ظہور میں بار دیگر زندہ ہو کر قبروں سے نکل آویں اور لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پر عامل ہوں۔ مگر یہ صورت بھی قرآن کریم اور امر واقعہ کے خلاف ہے یعنی ایک طرف قرآن کریم کہتا ہے کہ حرامٌ علےٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون یعنی ایک شہر کے باشندے جو ایک دفعہ ہم ماردیں تو پھر وہ دنیا کی طرف واپس نہیں ہوا کرتے۔ اور دوسری کئی آیات اس کی تائید میں ہیں اور واقعات نے بھی انکو ناممکن الوقوع قرار دیا۔ کہ آیا اب تک کوئی نہیں آیا۔ پس یہ صورت بھی جاتی رہی *

صورت ثالثہ یہ ہے کہ یہ سب نبی کسی زمانہ میں بروزی طور پر اکٹھے ظاہر ہوں اور اس اقرار اور عہد کی تعمیل کریں۔ پس صرف یہی صورت بروزی ممکن ہے جو ممکن الوقوع ہو سکتی ہے۔ ہاں اب ایک سوال یہ رہتا ہے کہ یہ بروزی صورت کب واقع ہو۔ اور سب رسولوں کی جدا جدا واقع ہو۔ یا ایک ہی وجود میں سب کا بروز ہو۔ یعنی سب رسولوں کا ایک ہی مظہر ہو تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ سیدنا حضرت محمدؐ صلعم کو اپنی عہد رسالت میں نہ تو کسی دوسرے رسول کی تائید اور نصرت کی ضرورت تھی اور نہ آپ کا مقام عالی اس بات کا محتاج تھا۔ اور یہ امر بھی آپ کو حضرت موسیٰؑ پر فضیلت اور فوقیت کا باعث ہے۔ کہ وہ اپنا کام بغیر حضرت ہارونؑ کی وزارت کے سرانجام نہ دے سکے۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر خود خدا تھا۔ جیساکہ حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ کے حق میں کہتا ہے کہ وجعلنی وزیرًا من اھلی۔ واشرکہ فی امری اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ وجعلناہ اخاہ ھارون وزیرًا یعنی حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو بطور وزیر نبی کے مانگا۔ اور انکو شریک فی النبوت کرنا چاہا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو حضرت ہارون بطور وزیر نبی دیا۔ مگر حضرت محمد صلعم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق میں تو خود خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وضعنا عنك وزرك یعنی تیرا بوجھ ہم نے اٹھایا یا تیرے وزیر ہم ہیں۔ پس آپکو اپنے عہد رسالت میں کسی دوسرے وزیر نبی اور سفیر رسول کی ضرورت نہ تھی +

پس اس نصرت کی ضرورت بہر حال اسوقت ہوتی ہے جبکہ حضرت محمد صلعم خود اپنی نبوت اور رسالت کو سرانجام نہ دے سکیں اور دنیا میں اسکی تبلیغ اور اشاعت کی اشد ضرورت ہو اور اہل دنیا نے سیدنا حضرت محمدؐ کی نبوت اور اسکی کتاب کو ترک کر دیا ہو۔ اور قرآن اور رسالت محمد صلعم کا کوئی یاور اور ناصر نہ رہا ہو۔ اور اہل دنیا اسکی سخت محتاج ہو سو یہ زمانہ حضرت محمد صلعم کی وفات کے عرصہ دراز کے بعد آنا ضروری ہے۔ اور وہ یہی زمانہ ہے جس میں کہ ہم ہیں کہ جس طرح اقوام عالم قوانین خدا اور شریعت قرآنیہ کی سخت محتاج اور پیاسی ہیں مگر اس کے انوار اور تعلیمات سے سخت بے خبر ہیں اور سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور فیوض کے سخت پیاسے مگر اس سے قطعاً محروم ہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ آپ کی اپنی اُمّت نے بھی آپ کو ترک کر دیا ہے چہ جائیکہ وہ خود فیض یاب ہو کر دوسروں تک اسکی اسوقت تبلیغ اور اشاعت کریں۔ اور بموجب واقعات اور احادیث کے یہ زمانہ فتنۂ دجّال یا فتنۂ کبریٰ کا زمانہ ہے۔ مگر کتاب اللہ اور سیدنا حضرت محمد صلعم کی رسالت کا کوئی مومن اور نصیر موجود نہیں اور جو ہیں وہ خود اس کوچہ سے بے خبر اور انوارِ آسمانی سے بے نصیب۔ پس یہی وقت ہے کہ کوئی مومن کامل اور ناصر دین اسلام پیدا ہو۔ جو اس عہد کو پورا کرے +

اب رہا یہ سوال کہ سب رسول کیوں جدا جدا بروز نکریں۔ سو جب ایک ہی وجود میں سب رسولوں کا بروز ممکن ہے تو جدا جدا بروز کرنا خلاف مصلحت اور عقل کے ہے ایک وجود کا بصورت مظہر کامل آنا اور لوگوں کا اسکو تسلیم کر لینا آسان اور موجب اتفاق واتحاد ہے اور سب کا جدا جدا بروز موجب اختلاف عظیم اور باعث افتراق واختلاف ہے پس خدا تعالیٰ جو واحد ہے اور وحدت پسند ہے اس نے ایک ہی وجود کو سب رسولوں کا بروز بنانا قرین مصلحت قرار دیا۔ اور یہی مناسب اور انصب تھا۔ پس ایک ہی وجود مبارک کا جمیع رسل کے بروز ہونیکے واسطے مقرر ہونا درست اور صحیح ہے۔ اور یہی زمانہ اسکی نصرت کا خواہاں ہے۔ پس یہ صورت جو خدا تعالیٰ نے اپنی کلام میں موعود کر رکھی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور لوگوں کے خیال اور نگاہ سے مستور تھی۔ اپنے کام یا فضل سے ظہور میں لاکر اپنے کلام کی فعلی تصدیق کردے کہ دراصل صورت ثالثہ ہی درست اور صحیح تھی جو وقوع میں آگئی اور وہ مبارک وجود جو اس صورت میں نمودار ہوا اور جسکی طرف اذا الرسل اقتت کی آیت اشارہ کرتی ہو ؛

وہ کون وجود مبارک ہے، وہ یہی سیدنا حضرت احمدؑ موعود علیہ السلام ہے۔ جو حضرت آدم سے تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب رسولوں کا بروز اور حضرت محمدؐ سردار انبیاء و رسل کا مظہر کامل ہے اور ایسی حقیقت کا اظہار خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں یوں کیا ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول جمیع انبیاء کے لباس میں ؛

لیس علی اللہ بمستنکر ؛ ان یجمع العالم فی واحدٍ

یعنی خدا تعالیٰ سے یہ امر بعید اور ناممکن نہیں کہ ایک ہی وجود کو مجموعۂ عالم بنا دے۔ جیسا کہ حضرت امیر خسرو کہتا ہے:۔ ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری ؛ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت احمد موعودؑ کی شان کسی نبی اور رسول کی فضیلت اور فوقیت کا سبب اگر (۱) اسکی وحی (۲) اسکے دائرہ دعوت و تبلیغ کا وسیع ہونا۔ (۳) اس کا عمل اصلاح اور (۴) اور اس پر نتائج واقع شدہ اور (۵) وہ فتنہ و فساد جسقدر کہ وہ کثیر اور عظیم ہو اس کا مصلح بھی اسی قدر رفیع اور علوّ یافتہ رسول ہوگا۔ تو الحمد للہ کہ یہ سب امور جیسا کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے افضل الرسل ہونے کے دلائل ہیں۔ ویسا ہی سیدنا حضرت احمدؑ جری اللہ کے مافوق الانبیاء ہونے کے وجوہ قویہ ہیں۔ پس چونکہ وہ وجود ایک مقام اور مکان پر یکساں نہیں اگرچہ افضل الرسل دونوں ہیں لہذا باوجودیکہ دونوں رسول دوسرے جمیع رسل سے افضل اور برتر ہیں مگر آپس میں ایک مطاع اور دوسرا مطیع ایک آقا اور دوسرا غلام ایک والد اور دوسرا ولد ایک شارع اور دوسرا تابع رسول ہیں ؛

اسی حقیقت کا اظہار جناب مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے ان شعروں میں کیا تھا۔ مقبول بارگاہ الٰہی ہے وہ جری ظل رسول حق ہے فضیلت مآب ہے مقتدا امام و رسول خدا ہے وہ۔ صادق ہے اور امین ہے عالی خطاب ہے مہدی منتظر ہے بروز محمدی۔ عکس رخ جناب رسالت مآب ہے آدم ہے اور خلیل ہے یوسف اور کلیم۔ داؤد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مسیحؑ و سلیمانؑ خطاب ہے احمدؐ ہے مصطفےٰ ہے مسیح زمان ہے وہ۔ اوج سماء شرع پر اک آفتاب ہے۔ **سب کچھ ہے** وہ مگر ہے محمدؐ کا اک غلام ــــ وہ آفتاب صدق ہے یہ ماہتاب ہے۔

فتنہ موجودہ جو اسلام پر واقع ہے۔ اسکو احادیث میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے فتنہ اکبر کہا ہے اور جمیع اقوام میں سخت فتنہ و فساد برپا ہے۔ خود جمیع فرق اسلامیہ اسلام سے بیگانہ ہیں **دجّال اکبر** کے مقابل آنیوالا وہی وجود رسول ہو کر آویگا۔ جو اپنے اندر عظیم الشان روح اور کل عالم کی اصلاح کی استعداد اور قوت روحانیہ رکھتا ہے اور افضل الرسل کا مظہر کامل وہی انسان ہوگا۔ جو رحمۃ للعالمین ہے یہاں قومی اور زمانی نبیوں کے اصلاح کا کام نہیں یہاں تو **دنیا کے نبی کی ضرورت ہے**۔ اگر ایسا انسان نبی اور رسول بلکہ افضل الرسل نہ ہو تو یہ معمولی رسولوں کا کام بھی نہیں۔ چہ جائیکہ ایک غیر نبی اس عظیم الشان کام کو سرانجام دے جو ایک افضل الرسل نبی کا کام ہو ÷

حضرت احمدؐ وہی نبی اور رسول ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے اور دنیا کا نبی ہو کر آیا اور کل عالم کے واسطے رحمۃ للعالمین ہے۔ جمیع نبیوں میں سے ہی ایک رسول ہے جس نے دجال اکبر کا مقابلہ۔ اور ایک سو کتاب مدلل اور لاجواب تحریر کر کے چھوڑ گیا۔ اور قرآن کے بعد اور اسکی تائید میں علمی مقابلہ کا علماء اور فضلاء کو چیلنج پر چیلنج دیا۔ مگر کسی کو دم زدن کا یارا نہ ہوا اور نہ تا قیامت ہوگا۔ اور کل عالم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ اور بادشاہان عالم کو دعوت اسلام کی۔ اور ایک جماعت کثیرہ کے یہ کام سپرد کر کے جاتا رہا۔ اور اسکی روحانیت کا ثبوت وہ پانچ لاکھ انسان ہیں جو اسکی وفات کے بعد اس پر ایمان لا کر اسکے جانشین ہوئے۔ یہ وہ عظیم الشان تعداد ہے جو سیدنا حضرت محمد صلعم کے بعد اور قبل کوئی دوسرا نبی چھوڑ کر نہیں گیا۔ اللّٰھُمَّ صلّ علیٰ محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعودؑ

(۹) اُمّتی نبی کا دوسرے انبیاء سے افضل ہونا

اگر بقول بعض اشخاص ایک نبی دوسرے نبی پر ایمان نہیں لاتا۔ یا دوسرے رسول کا مطیع نہیں ہوتا۔ تو اس آیت میں لتؤمنن بہ و لتنصرنہ کے کیا معنی ہیں۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے سب نبی ضرور سیدنا حضرت محمدؐ صلعم پر ایمان لاویں اور ضرور اس کی نصرت کریں۔ اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ ایسا کریں گے۔ پس دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ نبی رہ کر سیدنا حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد صلعم پر ایمان لاکر اسکے مومن اور مطیع ہو کر نصرت کر سکتے ہیں یا نبوت کو استعفا دیکر اور رسالت سے معزول ہو کر۔ پس بصورت اوّل تو حضرت احمد جری اللہ کیوں نہ ویسے نبی اور رسول ہوں اور اگر صورت ثانیہ ہو تو ان نبیوں کو کیوں معزول کیا جاویگا اور انکو اُمت محمدیہ کے دوسرے لوگوں پر بعد از عزل از رسالت کیا فوقیت باقی رہیگی ؛

ہم کہتے ہیں کہ اُمتی نبی ہونا ہی در اصل وہ فضیلت ہے جو دوسرے جمیع رسل کو حاصل نہیں اور صرف حضرت احمد نبی اللہ کو حاصل ہے۔ اگر کسی نبی کا سیّدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع اور مطیع یا امتی ہونا اسکے مرتبہ نبوت میں فرق لاتا اور عہدۂ رسالت سے گرواتا ہے۔ تو پھر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کی اتباع میں آنے کے خواہش مند نہ ہوتے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم انکے حق میں یہ حدیث نہ فرماتے کہ لوکان موسیٰ حیّاً لما وسعہ الا اتباعی یا لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ بلکہ یہ احادیث اسی غرض سے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ جیسے عظیم الشان رسول اگر میری اتباع کا موقع پاتے تو ضرور اسکو اپنے واسطے موجب عزت اور فضیلت جانکر میری اتباع کرتے۔ اور یہ امر انکے واسطے انکے مرتبہ رسالت کو اور بڑھاتا نہ یہ کہ وہ انکو عہدہ رسالت سے معزول کروا دیتا۔ پس جو امر حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے واسطے موجب عزت ہے وہ حضرت احمد نبی اللہ کے واسطے کیونکر باعث عزل نبوت ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ فخر اور فضیلت ہے جو سیدنا حضرت احمد کو حاصل اور اسکے سوا دوسرے انبیاء کو حاصل نہیں ہے اسی وجہ سے حضرت احمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں لفظ نبی کے ساتھ جب لفظ اُمتی کو پاتا ہوں تو یہ میرے دل میں ایک لذّت پیدا کرتا ہے اور انکو اپنے واسطے موجب عزت جانتا ہوں۔ اور یہ فقط خالی لفظ نبی میں محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ صرف لفظ نبی میں وہ دوسرے نبیوں کی مانند ٹھیرتے ہیں۔ مگر لفظ اُمتی انکو اس سے بڑھکر فوقیت دیتا ہے ؛

حضرت احمد علیہ السلام نے اس آیت میثاق النبیّن کو ایک لطیف رنگ میں یوں ادا کیا ہے ؎

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

یعنی ایک طرف تو ہم جری اللہ فی حلل الانبیاء ہو کر جمیع رسل کی طرف سے لتؤمنن بہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر لحظہ اُنکی خدمت ادا کرتے ہیں - اور سب پیغمبروں کی یہ خدمت ہمارے سپرد ہے - اور دوسری طرف ہم باوجود عظمت شان کے ایک عظیم الشان رسول سیدنا محمد صلعم کے اوپر اسکے خادم اور تابع ہو کر خاک کی طرح پڑتے ہیں یعنی وہ ہمارے سردار اور مطاع ہیں اور ہم اسکے در کے غلام ہیں - ورنہ اگر یہ حقیقت منصورہ ہوتی ما ہمہ پیغمبران را چاکریم کے معنی ہی کیا ہوئے وہ کونسی چاکری یا خدمت ہے جو سب نبیوں کی ادا کی جارہی ہے ۔

الغرض حضرت احمد نبی اللہ جو موعود تھا وہ آیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کا مصداق تھا - وہ سیدنا حضرت محمد صلعم کا موعودہ شاہد تھا جو یتلوہ شاھد منہ میں معہود تھا - وہ الیوم الموعود میں شاہد ہو کر آیا اور اپنے مشہود حضرت محمد صلعم کی صداقت کی شہادت دے گیا - وہ المناد من اللہ ہو کر آیا اور ینادی للایمان کی دعوت ادا کر گیا - وہ یوم الخروج میں آفاق عالم میں الصیحۃ کا نزول جو یوم یسمعون الصیحۃ بالحق میں مذکور تھا متواتر اور ہیبتناک رنگ میں سنا - وہ رسول جو ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً میں موعود تھا - وہ ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل الیوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً میں وعدہ شدہ ہلاکتوں اور عذابوں کے قبل آیا - ہاں وہ موعود رسول یہی احمد ہے مبارک ہے وہ جو اس جری اللہ کے خدام میں داخل ہو کر اپنی اصلاح اعتقادات اور اصلاح اخلاق و اصلاح اعمال کر لے - اور بدبخت ہے وہ جو اس نبی اللہ کے فیوض اور برکات سے بے نصیب ہے - خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا - الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا و متعنٰھم الیٰ حین - (سورۃ یونس آیت ۹۹) پس کیوں نہ کوئی شہر ایمان بالرسل لایا تاکہ انکو وہ ایمان فائدہ مند ہوتا - مگر یونس کی قوم جب ایمان بالرسول لائی تو ہمنے ان سے اس دنیا کی زندگی میں جو ذلیل کر دینے والا عذاب مقرر کر رکھا تھا اس سے انکو نجات دیدی اور انکو ایک عرصہ تک فائدہ دیا - کاش اسوقت جن عذابوں میں دنیا کے لوگ مبتلا ہیں بالخصوص اگر وہ حضرت احمد پر ایمان لے آویں تو وہ بھی اس دنیا کی زندگی میں ذلیل کر دینے والے عذابوں سے نجات پا جاویں - اور روز افزوں بیش از بیش ذلت اور نکبت سے چھوٹ جاویں - مگر ہائے افسوس ایک مکذب بالرسل جب تکذیب رسل کا مرتکب ہو جاتا ہے تو پھر حسب حقیقت اور صداقت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دفعہ انکار اور تکذیب کر دے پھر اسکے قبول کرنے کی توفیق کم ملتی ہے۔ بلکہ مکذب بالاصل کا دل اور بھی سیاہ ہو جاتا ہے اور انکار حق میں بڑھتا جاتا ہے۔ جیسا کہ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل کذالک یطبع اللہ علےٰ قلوب الکافرین سے ظاہر ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا و اتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض (سورۃ اعراف) یعنی اگر شہروں کے باشندے ایمان لے آتے۔ اور تقویٰ اختیار کر لیتے۔ تو ہم ضرور ان پر آسمان و زمین کی طرف سے برکات کے دروازے کھول دیتے۔

(۱۰) کونسے امور مانع ایمان بالاحمد ہیں۔

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ اس لئے حضرت احمد کو برحق اور صادق تسلیم نہیں کر سکتے کہ خود حضرت عیسیٰ ناصری علیہ السلام زندہ اور آسمان پر موجود ہیں۔ اور دوم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان اصلاح خلق کے واسطے نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

امر اول کا جواب تو مختصراً یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ ناصری واقعی زندہ ہے۔ اور اس جسد خاکی کے ساتھ آسمان پر ہے تو حیات مسیح ناصری کا قائل قرآن کریم نص صریح میں لفظ حیات۔ جسد عنصری۔ اور سماء بتاویں یا کسی صحیح حدیث میں ورنہ عقل سے ممکن ثابت کر دیں کیونکہ ایک انسان زمین سے آسمان پر جا سکتا ہے۔ وہاں زندہ رہ سکتا ہے اور کشش زمین سے خارج ہو سکتا ہے اور ایک انسان بلا خوراک اور لباس الآن کما کان بلا تغیر ایک حالت پر رہ سکتا ہے۔ پس حضرت مسیح ناصری کا اس دنیا میں موجود نہ ہونا ہی اسکی وفات ہے۔ اور دوم کا جواب بھی مختصراً یہ ہے کہ لفظ خاتم النبیین جہاں وارد ہے اسکے سیاق و سباق آیت میں نبوت کی کوئی بحث موجود نہیں۔ پس انقطاع نبوت کا تذکرہ درمیان میں لانا بے محل ہے اور بے موقع اور یہ غلط بحث ہے جو لفظ خاتم النبیین سے پیدا کی جاتی ہے۔ وہاں تو صرف اس بات پر بحث ہے کہ زید حضرت محمد صلعم کا حقیقی فرزند ہے یا نہ وغیرہ۔ پس قرآن کریم نے صاف فیصلہ کر دیا کہ زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند نہیں۔

چونکہ یہاں لکھا گیا تھا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم کہ محمد تم میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی کا باپ نہیں تو مطلق اولاد نرینہ کی نفی ہوگئی۔ جس سے یہ نتیجہ نکل سکتا تھا کہ اگر کوئی مرد آپ کی اولاد نہیں ہے تو ازواجہ امّھاتھم کے معنی ہی کیا ہوئے۔ اور ام المؤمنین کیسی ٹھیریں تو اس نفی مطلق کو رد کرنے کے واسطے ولکن رسول اللہ کی استثنا سے اولاد صلبی وظاہری کو اولاد باطنی و روحانی سے جدا کر دیا اور کہدیا گیا کہ صرف ظاہری صلبی اولاد کی نفی مقصود ہے ورنہ روحانی اولاد بلحاظ رسالت ضرور ہے اور ہوگی ۔

اب چونکہ بلحاظ رسول اللہ آپ قاعدہ لا نفرق بین احدٍ من رسلہ سے مستثنیٰ نہ ہو سکتے تھے لہٰذا آپ کی روحانی اولاد صرف دوسرے رسل کی اولاد کی طرح صالح۔ شہید۔ اور صدیق یا محدث کے مقام تک پہنچ سکتی تھی جنکے حق میں یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء وارد ہے یعنی وہ سب غیر نبی ہیں ہاں مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہونگے پس لفظ خاتم النبییّن بڑھا کر بتا دیا گیا کہ سیدنا محمد صلعم کی اولاد میں نبی اور رسول بھی ہونگے اور حضرت محمد صلعم انکے واسطے بطور خاتم ہونگے۔ اب آپکی مرضی ہے کہ خاتم کے معنی امام کے کرو۔ باپ کے کرو۔ زینت کرو۔ مہر تصدیق کرو۔ سب درست ہیں۔ یعنی وہ آنیوالے نبیوں کے امام بھی ہیں۔ باپ بھی ہیں۔ فخر و زینت بھی ہیں۔ اور مہر تصدیق بھی ہیں۔ مگر اس اعلیٰ درجہ کی اولاد کے منقطع کنندہ نہیں جس کے انقطاع سے حضرت محمد رسول اللہ کو دوسرے رسل پر کوئی فضیلت سوائے مساوات کے باقی نہیں رہتی ۔

اگر ہم مخالفین کے مذاق کے معنی بھی قبول کرلیں تو اگرچہ بے تعلق ہیں تو صرف اس حد تک تسلیم کرسکتے ہیں کہ سیدنا محمد صلعم کے وقت میں اور انکے بعد تا قیامت دوسرے جمیع رسل ماسبق کی روحانی اولاد جو انکے فیض نبوت سے ہوا کرتی تھی منقطع ہوگئی۔ یعنی اگر سیدنا حضرت محمد صلعم کی ظاہری اولاد منقطع ہوگئی ہے تو دوسرے رسل کی روحانی منقطع ہوگئی ہے۔ اور اب انکی امتوں میں کوئی شخص مکلم باللہ اور مامور من اللہ نہ ہوگا نہیں بلکہ مقبول خدا بھی نہ ہوگا جب تک کہ سیدنا محمد صلعم کی اتباع اور اطاعت میں داخل نہ ہو جاوے۔ کیونکہ اب ان فیوض زمانہ ماضیہ کو جو دوسرے رسل کی امت میں مل سکتے تھے صرف دائرہ اتباع محمد صلعم میں محدود اور محصور کرا دیا گیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہایت ہی لغو اور غلط ہیں کہ گو سیّدنا حضرت محمد صلعم کی اپنی اتباع میں بھی وہ فیوض نبوت اور رسالت اور بعثت رسل مسدود اور منقطع ہوگئی ہے۔ گویا جس طرح وہ امتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکذیب سیدنا محمد صلعم سے مردود اور مخذول بارگاہ الٰہی ہو گئیں اس طرح سے اُمّت محمد صلعم گو نام کو تو خیر اُمّت ہے در اصل سیدنا محمد صلعم کی اتباع کرنے کے باعث ملعون اور مردود ہو گئی ہے۔ کیا ہی بیہودہ اعتقاد ہے ٭

اگرچہ خدا تعالیٰ نے آل فرعون کا یہ عقیدہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت منقطع ہے اور لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کہکر وہ حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کی نبوت کی تکذیب کرتے تھے ایک غلط اور باطل خیال ٹھیرایا اور خدا تعالیٰ نے آل فرعون کو اس عقیدہ کے باعث کذٰلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب کے فتویٰ میں رکھا کہ یہ لوگ خدا کی طرف سے ضلالت پر ہیں کیونکہ یہ مسرف اور مرتاب ہیں اور پھر فرمایا کہ یہود ان نصیبین اور یہود ان عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ لن یبعث اللہ احدًا مگر خدا تعالیٰ نے سیدنا محمد صلعم کو مبعوث کیا اور آپ کو حضرت موسیٰؑ کے بعد قرآن شریف دیا جسکے حق میں وہ کہتے ہیں انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ یعنی ہم نے تحقیق ایک کلام اللہ سنا ہے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد نازل ہوا ہے حالانکہ یہود بالاتفاق کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے بعد لن یبعث اللہ احدًا۔ یہ دونوں واقعات آل فرعون اور یہود کیوں بیان کیئے گئے۔ اسکا سبب بھی خود خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے۔ لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب یعنی واقعات گذشتہ کے تذکرہ سے اہل عقل کے واسطے عبرت غرض ہے۔ مگر اُمّت محمد صلعم نے کوئی عبرت حاصل نہ کی اور انہوں نے سیدنا حضرت محمد صلعم کے حق میں وہی کہا جو آریوں نے اپنے ملہمانِ وید کے متعلق کہا اور آل فرعون نے حضرت یوسف کے حق میں کہا اور یہود نے حضرت موسیٰ کے حق میں کہا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے حق میں کہا۔ یعنی یہی کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ یہی جملہ اب بعض نام کے مسلمان اور غلطی خوردہ دوست استعمال کر رہے ہیں۔ مگر جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل یہ تیری شان میں جو بات کہتے ہیں یا تیرے خلاف جو اعتراض پیش کرتے ہیں وہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں جو دوسری امتوں نے دوسرے رسل کے حق میں کہا ہے بلکہ تشابہت قلوبہم۔ والی بات ان پر حق ہو گئی ٭

اس بحث پر ہم مفصل النبوۃ فی القرآن و النبوۃ فی الوحی اور النبوۃ فی الاحادیث میں بحث کر چکے ہیں مفصل وہاں دیکھ لو۔ مگر بالاختصار عرض ہے کہ قرآن کریم سے ہرگز بہ نص صریح ثابت نہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلعم کے بعد اسکے متبع گروہ میں بھی کوئی اُمّتی نبی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکے خلاف بے شمار آیات ہیں کہ ضرور نبی اور رسول ہونگے۔ جیسا کہ (۱) اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس (۲) اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ (۳) اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی۔ (۴) ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء (۵) لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ (۶) اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین وغیرہ سے ظاہر ہے ؎

خدا تعالیٰ نے نبوت کو نعمۃ اللہ قرار دیا ہے جیسا کہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا۔ امت محمدیہ کو کہا کہ نعمتی التی انعمت علیکم یعنی میں نے تم کو کل انعامات دیئے۔ یا مقدر کیئے ہیں۔ مگر الا النبوۃ نہیں کہا بلکہ خدا تعالیٰ کے انعامات کے چھن جانے پر فرمایا کہ ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم ان اللہ سمیع علیم کدأب آل فرعون والذین من قبلھم (سورۃ انفال) یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم کو کوئی اپنی نعمت (نبوت یا حکومت) وہ اُن سے نہیں چھین لیتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنے اندر نا اہل ہونے کا ثبوت پیدا نہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ سمیع اور علیم ہے اسواسطے وہ قوم کی حالت سے مطلع رہتا ہے۔ جیسا کہ آل فرعون اور اس سے قبل امتوں سے خدا تعالیٰ نے نبوت اور حکومت چھین لی۔ کیونکہ کلٌ کانوا ظالمین کے مصداق ہو چکے تھے۔ یعنی جو ظالم ہو جاتے ہیں اُن سے انعامات الٰہیہ چھین لیئے جاتے ہیں خواہ نبوت ہو یا حکومت۔ پس اُمت نے یہ دونوں انعامات الٰہیہ کھو دیئے ہیں وہ اپنی حالت پر غور کرے کہیں اُمت ظالم نہ ہو گئی ہو ؎

کسی کا یہ کہنا کہ تیرہ سو سال میں جسقدر لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نبوت منقطع ہو گئی کیا وہ بھی ظالمین ہیں تو ہم یہی کہیں گے۔ کہ کیا جو لوگ تیرہ سو سال میں حضرت عیسیٰؑ کو زندہ کہتے تھے وہ سب مشرک تھے۔ جبکہ اب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰؑ کو زندہ کہتا ہے وہ مشرک ہے۔ اگر وہ کہیں کہ اوّل تو جمیع اُمت کا اس بات پر اتفاق نہیں تھا دوم یہ ایک اجتہادی غلطی تھی جسکو حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی وحی اور دلائل سے رد کر دیا ہے حضرت احمد علیہ السلام کے بعد جو لوگ یہ عقیدہ باوجود غلطی کے کھل جانے کے اس عقیدہ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھتا ہے وہ مشرک ہے تو ہمارا جواب بھی وہی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اجتہادی غلطی جب تک کہ وہ غلطی کسی مامور من اللہ نے دلائل اور وحی سے کھول نہ دی ہو موجب گرفت نہیں ہوتی ہاں جب اسکا وقت آجاوے تو اسوقت جب وحی اور دلائل سے منکشف کر دی جاوے اور پھر بھی اسکو اس طرح سے مانا جاوے تو اسوقت اسکو تسلیم نہ کرنا جرم ہے ؀

پھر اس سوال کا جواب خود قرآن شریف دے چکا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوا کہ مابال القرون الاولی تو جواب ہوتا ہے قال علمها عند ربی فی کتاب لا یجلیها لوقتها الا هو یعنی ان امتوں کا کیا حال جو ان پہلے عقائد پر جمی رہیں اور جنہوں نے حضرت موسیٰ کو نہ مانا تھا جواب ملتا ہے کہ اسکا اصل علم خدا تعالیٰ کو ہے کیونکہ اسی کو پورا علم ہو سکتا ہے کہ کس کس شخص نے نبی کے مبعوث ہونے سے پیشتر اسوقت کے خدائی احکام کے مطابق کام کیا۔ دوسرے اس قسم کے انکشافات کے لئے وقت مقرر ہوتے ہیں جب وقت آجاتا ہے تو اسوقت وہ معاملہ کھول دیا جاتا ہے اس سے قبل جسقدر ایام گذر چکی ہوتی ہیں ان کا معاملہ حوالہ بخدا ہوتا ہے اور وہی صحیح فیصلہ کر سکتا ہے انسان کا فیصلہ اتنے علم تک ہی ہوتا ہے جتنا خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عطا کر دے ✢

الغرض حضرت احمدؐ آیا۔ وہ موعود اور آنیوالا یہی ہے۔ کسی دوسرے کی آمد کی راہ مت دیکھو نہ تو کوئی آسمان سے آویگا۔ اور نہ کسی غار سے کوئی خروج کریگا۔ توبہ کرو اور اصلاح کرلو تاکہ نجات پاؤ۔ اور انعامات الٰہیہ کے وارث بنو۔ نبوت بھی ملیگی اور حکومت بھی ملیگی مگر اتباع حضرت احمدؐ صلعم میں۔ خدا کا پیغام عام ہے سنو اور کان دھرو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ یا اهل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر۔ فقد جاءکم بشیر و نذیر و اللّٰه علی کل شیء قدیر (سورۃ المائدہ)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے رسول آئے ہیں وہ تم کو دعوت اور تبلیغ براہین نیرہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ سنا رہے ہیں۔ وہ ایسے وقت میں تشریف لائے ہیں۔ جبکہ آفاق عالم میں فترة الوحی اور فترة الرسالت تھی۔ یعنی تیرہ سو سال سے دنیا میں کوئی نبی اور نذیر نہ آیا تھا۔ اور تم یہ عذر کر سکتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں کوئی رسول بشیر و نذیر ہو کر نہ آیا تھا پس یہ عذر بھی نہ رہا اور اب تمہارے پاس ایک مبارک وجود بشیر و نذیر ہو کر آگیا اور اللہ تعالیٰ نے ہر بات اور ہر امر کے واسطے ایک میعاد اور اندازہ مقرر کیا ہے۔ اور اسی کے موافق وہ امر کیا کرتا ہے یعنی جسقدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نے ضروری سمجھا کہ ایسا رسول آوے سو اس نے بھیجدیا۔ وہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس تم اس کا کفر مت کرو۔ اگر تم دراصل مومن ہو۔ مگر آہ افسوس صد افسوس اس زمانہ کے لوگوں پر کہ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا واکثرھم کافرون یعنی خدا کی نعمت نبی اللہ کو پہچان لیتے ہیں اور پھر انکے انکار پر کمربستہ ہیں اور ان میں اکثرت انکی ہے جو انبیاء اللہ کے کافر ہیں۔

(۱۱) ان پیشگوئیوں پر معترض سے استدعا

بالآخر جو پیشگوئیاں ہیں قرآن کریم سے سردست حضرت احمد علیہ السلام کے موعود رسول ہونیکے بارہ میں لکھی ہیں انکے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ جمیع پیشگوئیوں میں اوّل درجہ پر ہیں اور زیادہ تر واضح اور مصفا ہیں بہ نسبت انکے جو عیسائی کتب انبیاء سے حضرت مسیحؑ کے حق میں پیش کرتے ہیں۔ اور جو غیر احمدی مسلمان علماء حضرت سیدنا محمد صلعم کے حق میں تورات انجیل اور دوسرے صحف انبیاء سے پیش کرتے ہیں۔ اور ہم مقابلہ کے واسطے ہر وقت طیار ہیں ؛

اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ انکو ہمارے معنی اور تاویل منظور اور مقبول نہیں۔ جو ہم حضرت احمدؑ کے حق میں پیش کیئے ہیں۔ تو وہ ذرا دل میں غور اور تدبر سے کام لیں کیا عیسائیوں کی پیش کردہ تاویل اور تفسیر تورات اور انبیاء کی پیشگوئیوں کے دربارہ حضرت عیسیٰ .... یہود کے علماء نے تسلیم کرلی ہیں یا غیر احمدی مسلمان علماء کی تاویلات اور تشریحات پر جو انہوں نے صحف انبیاء کی پیشگوئیوں کو سیدنا حضرت محمد صلعم پر چسپاں کرتے ہوئی بیان کی ہیں انشاء اور علماء یہود اور مسیحی مشنریوں نے آمنا و صدقنا کہدیا ہے۔ اگر نہیں تو خلاصہ غرض یہ ہے کہ سابقہ پیشگوئیاں صرف جماعت مومنین کے واسطے موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔ اور منکر نبی ہمیشہ اپنے انکار پر مصر رہتا ہے ؛

اگرچہ کوئی نبی اپنی نبوت اور رسالت کے واسطے کسی دوسرے نبی اور رسول کی پیشگوئی کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ محض کسی سابق نبی کی پیشگوئی کسی مدعی نبوت کو فائدہ بخش سکتی ہے جبتک کہ (۱) اسکی اپنی کثرت وحی اسکے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں موجود نہ ہو۔ اور (۲) جبتک کہ آسمان اور زمین کے نشانات آلہیہ اسکی تصدیق میں موجود نہ ہوں۔ (۳) اور اسکی وحی اور تعلیم جاذب قلوب نہ ہو اور (۴) دلائل نیرہ اور براہین قاطعہ اسکے مؤید نہ ہوں جو بینات کا کام دیں۔ حضرت احمد علیہ السلام کی نبوت پر یہ چاروں امور نہایت قوی شکل میں موجود ہیں۔ تاہم چونکہ بعض لوگ پیشگوئیوں کو بھی ایک ذریعہ صداقت نبوت قرار دیتے ہیں۔ تو ہماری طرف سے صرف اس ذریعہ سے صداقت پیش کرنا مدعا تھا۔ جو دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہمارے ہاتھ میں ہے ...... ورنہ وہ ہم سے مقابلہ اور موازنہ قائم کرکے دیکھ لیں۔ کہ اس پہلو سے بھی ہماری حضرت احمد علیہ السلام میں کوئی کمی نہیں کیونکہ جس شکل پر وحی مشتمل بر پیشگوئی نازل ہوئی وہ سیدنا حضرت محمد صلعم پر نازل شدہ ہے۔ اور جن رسولوں کی پیشگوئیاں وہ پیش کرتے ہیں وہ اپنے درجہ فضیلت میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے کم تر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخصیص ہر ایک

پیارا تحفہ

ملکی صنعت کی قدر کرو

مقبول عام صنعتی تحفۂ قادیان کا نمبری

داروی پٹن ہر گھر میں آسانی کردی

تیری وقتا نئے بیکری کی آرام سے

نوایجاد سیویاں بنانیکی مشین

سارٹیفیکیٹ

(نمبر۱) **نعمت غیر مترقبہ**

جناب بابو اکبر علی صاحب سب انجنیر سونا ملکی ضلع بنکورا تحریر فرماتے ہیں۔ " مرسلہ مشین عید کے روز ملی مشکور ہوا۔ واقعی مشین سفر کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایک بڑی مشین ارسال فرمائیں۔

(نمبر۲) **تحفۂ دیدی**

جناب محمد رمضان صاحب تاجر کتب اسلامیہ بکسٹ پور مظفر نگر لکھتے ہیں " آج ۲۳ دو عدد مشین کا پارسل بمعہ قیمت للعہ وصول پایا مشین ہذا بالکل خوشنما اور قابل نمونہ ہے جس سے جناب کی صنعت و حرفت کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اللہ آپ کے کارخانہ کو ترقی عطا فرمائے۔ تجربہ سے ثابت ہوا۔ کہ عرصہ ایک سال سے آپکے کارخانہ کی مشین سویاں طلب کر کے عموماً روزمرہ استعمال کرتے رہے کوئی پرزہ خراب نہیں ہوا۔ آخر ایک دوست کو تحفۃً دیدی۔ اب ایک برابر چل رہی ہے۔ اس نوایجاد میں جو پیتل کے پرزے ہیں وہ بالکل عمدہ ہیں۔ واقعی دو روپے قیمت بہت کم ہے (نرخ بدلتا رہتا ہے درخواست سے پہلے نرخ دریافت فرمالیا کریں) جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے نمبر۲ مشین کے تیار ہونے پر اطلاع دیں۔

قیمت مع ایسے پرزہ کے کہ جہاں مرضی ہو چسپان کر کے کام لیں چھ روپیہ بغیر پرزہ ہے ۱۰/-

نوٹ۔ اس مشین کو نابالغ بچہ چلا سکتا ہے ۱۰ منٹ میں ایک سیر پختہ سیویاں نکالتی ہے

وزن صرف ایک سیر

ایم فضل کریم عبد کریم قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کافوری جنتری سنہ ۱۹۲۲ء

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ سنہ ۱۹۲۲ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصولڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے مذکورہ بالا جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی۔

قوت کی گولیاں

۳۸ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس الکینا و امیانہ ملاکر یہ گولیاں بنی ہیں اسلئے مغز ریڑھ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اوّل ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پر رونق جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا (عہ) محصولڈاک ایک سے دو شیشی تک ۶؍

دیکھئے جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے تیس ۳۰ گولیاں منگائیں اسکے بے حد اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایکروپیہ کے تیس ۳۰ روپیہ رکھنی چاہیئے تھیں۔

ہمیشہ تندرست رہنے کی ترکیب

یہ آپ جانتے ہیں کہ انسان کی زندگی خون سے ہے۔ اور اسلئے خون کا صاف رکھنا بہت ہی ضروری ہے خون کے صاف کرنے اور رکھنے کی ترکیب بھی بہت ہی آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن کا آیوڈائڈ سالسہ نہایت درجہ مفید ثابت ہوا ہے۔ اسمیں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے۔ اس سالسہ میں خاصکر پوٹاشیم ایوڈائڈ وغیرہ چند آزمودہ ادویات ملاکر بنتا ہے۔ اسلئے تمام سالسوں سے مفید ثابت ہو رہا ہے گرمی آتشک گنٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے اگر خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے خون بگڑنے کی دو وجہ ہیں آتشک گنٹھیا ایسے عارضہ میں پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے خون بگڑ جاتا ہے پوری حالت کی فہرست منگا کر دیکھئے قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ ؏۲ محصولڈاک ۶؍

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر صدر انجمن احمدیہ کے لئے شائع ہوا)